

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ماحولیاتی آلودگی

احکام و مسائل

حضرت مولانا مفتی اختر امام عادل قاسمی

مہتمم جامعہ ربانی منور و اشرف، بہار

انسان جس آب و ہوا میں سانس لیتا ہے اور جس ماحول میں زندگی گزارتا ہے اس کی شفافیت اور پاکیزگی بے حد ضروری ہے، اس سے خود انسان کی بلکہ زمینی تمام جانداروں کی صحت و حیات وابستہ ہے، لیکن ادھر کئی برسوں سے فضائی آلودگی ایک عالمی مسئلہ بنی ہوئی ہے، ماہرین اور اہل تحقیق نے اس کو اس دور کا انتہائی سنگین مسئلہ قرار دیا ہے۔

موجودہ زمانہ میں آلودگی - محققین کی نگاہ میں

اس کی حساسیت اور عالمگیریت کا اندازہ ان رپورٹوں سے ہوتا ہے جو بی بی سی اور دیگر عالمی ذرائع ابلاغ نے مختلف وقتوں میں شائع کی ہیں، بی بی سی کی مختلف رپورٹوں سے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

"عالمی ادارہ صحت نے فضائی آلودگی کو دنیا میں صحت عامہ کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دے دیا ہے، ایک نئی تحقیق کے مطابق یہ آلودگی دنیا میں مرنے والے ہر آٹھویں فرد کی موت کی وجہ ہے اور اس کی وجہ سے دنیا بھر میں صرف سنہ 2012 میں 70 لاکھ افراد ہلاک ہوئے ان ہلاکتوں میں سے بیشتر جنوبی اور مشرقی ایشیا کے غریب اور متوسط درجے کے ممالک میں ہوئیں اور نصف سے زیادہ اموات لکڑی اور کونکے کے چولہوں سے اٹھنے والے دھوئیں کی وجہ سے ہوئیں۔ تحقیق کے نتائج میں کہا گیا ہے کہ مکانات کے اندر کھانا پکانے کے عمل کے دوران اٹھنے والے دھوئیں سے خواتین اور بچے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ اگر صرف کھانا پکانے کے لیے محفوظ چولہے ہی فراہم کر دیئے جائیں تو دنیا میں لاکھوں افراد کی جانیں بچ سکتی ہیں۔"

آلودگی سے 70 لاکھ ہلاکتیں

"دنیا میں 2012 میں 43 لاکھ اموات گھروں کے اندر کی آلودگی خصوصاً ایشیا میں لکڑیاں جلا کر یا کونلوں پر کھانا پکانے کے دوران اٹھنے والے دھوئیں کی وجہ سے ہوئیں جبکہ بیرونی فضا میں آلودگی کی وجہ سے مرنے والوں کی تعداد 37 لاکھ کے لگ بھگ رہی جن میں سے 90 فیصد کے قریب ترقی پذیر ممالک میں تھے۔ ڈبلیو ایچ او کا کہنا ہے کہ بیرونی فضائی آلودگی چین اور بھارت جیسے ممالک کے لیے بڑا مسئلہ ہے جہاں تیزی سے صنعت کاری ہو رہی ہے۔ کنگز کالج لندن کے ماحولیاتی تحقیقاتی گروپ کے ڈائریکٹر فرینک کیلی کا کہنا ہے کہ ہم سب کو سانس لینا ہوتا ہے اس لیے ہم اس آلودگی سے بچ نہیں سکتے، اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہم ماسک پہن کر یہ پیغام دیتے ہیں کہ ہم آلودہ فضا میں سانس لینے کے لیے تیار ہیں جبکہ ہمیں آلودگی ختم کرنے کے لیے اپنے طرز زندگی کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

ماہرین کے مطابق فضائی آلودگی کی وجہ سے سانس کے ساتھ ہمارے پھیپھڑوں میں ایسے ننھے ننھے ذرات چلے جاتے ہیں جو بیماری کا باعث بنتے ہیں۔ سائنسدانوں کے خیال میں فضائی آلودگی دل کی سو جن کی وجہ بھی بنتی ہے جس کی وجہ سے دل کا دورہ پڑنے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔

رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ترقی پذیر ممالک میں مردوں کے مقابلے میں خواتین کے فضائی آلودگی سے متاثر ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ دیگر ماہرین کا کہنا ہے کہ آلودگی پر قابو پانے کے لیے اس سلسلے میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے کہ اس کے مہلک ترین اجزاء کی نشاندہی کی جائے۔

امپیریل کالج لندن کے ماجد عزتی کا کہنا ہے کہ ہم نہیں جانتے کہ صحاراکے صحرا کی

گرد آتی ہی خطرناک ہے جتنا کہ ایندھن یا کونکے کا دھواں¹۔

☆ ایک نئی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ جو حاملہ خواتین آلودہ فضا میں رہتی ہیں ان کے ہاں پیدا ہونے والے بچے دوسرے بچوں کی نسبت کم وزن ہوتے ہیں۔
'انوائز و منٹل ہیلتھ' پر سیکٹیو' نامی ادارے نے یہ نتائج نو ممالک میں تیس لاکھ سے زائد نوزائیدہ بچوں کے جائزے کے بعد اخذ کیے ہیں۔

تحقیق سے پتہ چلا کہ جن بچوں کا جنم آلودہ فضا والے علاقوں میں ہوا ہے، پیدائش کے وقت ان کا وزن اوسط سے کم تھا۔ محققین کا کہنا ہے کہ پیدا ہونے والے بچے پر فضائی آلودگی کا اثر کم ہی دیکھا گیا ہے اس لیے لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم ان کے مطابق پیدائش کے وقت جن بچوں کا وزن کم ہوتا ہے انہیں مستقبل میں صحت سے متعلق مسائل کا سامنا رہتا ہے جیسا کہ انہیں ذیابیطس اور دل کی بیماری ہونے کا خطرہ نسبتاً زیادہ ہوتا ہے۔ اس تحقیقی ٹیم کے رکن اور یونیورسٹی آف کیلیفورنیا، سان فرانسسکو کے پروفیسر ٹریسی وڈروف کا کہنا ہے، اہم بات یہ ہے کہ اس تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ فضائی آلودگی کا عام طور پر اثر دنیا کے ہر انسان پر پڑتا ہے۔ لندن سکول آف ہائجین اینڈ ٹروپیکل میڈیسن کے پروفیسر ٹونی فلیچر نے کہا کہ اس تحقیق کی دریافت واضح ہے۔ حالانکہ یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ فضائی آلودگی کا ہر بچے پر برابر اثر نہیں ہوتا ہے اس لیے والدین کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے²۔

☆ انسانی صحت کے لیے کھلی فضا اور صاف ہوا میں سانس لینا بہت ضروری ہے لیکن اس ترقی یافتہ اور سائنٹیفک دور میں انسان کو نہ صاف ہوا میسر ہے اور نہ ہی کھلی فضا۔ اس جدید ترین دور میں انسان آلودہ زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ اس آلودہ زندگی سے انسان نہ

¹ - رپورٹ ۲۵ / مارچ ۲۰۱۴ء

² - فروری ۲۰۱۳ء

صرف بے شمار بیماریوں کا شکار ہو رہا ہے بلکہ ایک فعال زندگی گزارنے کی بجائے ذہنی کوفت میں مبتلا ہو رہا ہے۔ بڑھتی ہوئی ماحولیاتی آلودگی کی سب سے بڑی وجہ فضائی آلودگی ہے جو ایک صحت مند معاشرہ تشکیل دینے میں بڑی رکاوٹ بن رہی ہے۔

کیمیائی طور پر تیار کی گئیں اشیا اور دیگر مختلف قسم کے کچرے کو جب جلایا جاتا ہے تو اس سے نکلنے والا دھواں فضائی آلودگی کا باعث بنتا ہے اور اس سے نکلنے والی زہریلی گیس اور ذرات فضا میں شامل ہو جاتے ہیں۔ ان سے انسانی صحت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور کینسر، پھیپھڑوں کے علاوہ گلے کی پیچیدہ بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ ماہرین ماحولیات نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ترقی پذیر ممالک کی بڑی آبادی کوڑے کرکٹ کے ڈھیر کے پاس رہتی ہے اگر یہی صورتحال برقرار رہی تو ان ممالک میں مختلف اقسام کی جسمانی اور ذہنی بیماریاں جنم لیں گی جو کسی بھی صحت مند معاشرے کے لیے مسائل کا انبار ہے۔

تحقیقات کے مطابق کچرے کے ڈھیروں سے بے شمار زہریلی گیسوں کا اخراج ہوتا ہے۔ بھارت، پاکستان اور انڈونیشیا کے ممالک جو دنیا کا تقریباً پانچواں حصہ بنتا ہے جو اس سے متاثر ہو رہا ہے۔ ماہرین کے مطابق زہریلا مادہ خون میں جذب ہونے سے رحم مادر میں پرورش پانے والے بچوں کو مسائل پیش آسکتے ہیں جو بچوں کی ذہنی نشوونما کے لیے خطرہ ہیں۔ میسا چوسٹس انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی سے وابستہ سٹیون بیرٹ کا کہنا ہے کہ گزشتہ 5 سے 10 برسوں کے اعداد و شمار سے ثابت ہوا ہے کہ فضائی آلودگی سے شرح اموات میں تیزی سے اضافہ ہوا ہے۔

☆ سڑکوں پر رواں دواں دھواں اڑتی ہوئی گاڑیاں فضائی آلودگی میں اضافہ کا باعث ہیں۔ ہمارے یہاں روش چل پڑی ہے کہ ہر معاملے میں گاڑی کا استعمال کیا جاتا ہے جب کہ ان سڑکوں کے ارد گرد اور درمیان میں سبزہ اور ماحول دوست پودوں کی کمی ہے۔ علاوہ ازیں گاڑیوں کی موزوں مینٹیننس کا نہ ہونا بھی ماحول کی خرابی کا سبب ہے۔ بجلی کی پیداوار کے

لیے استعمال کیے جانے والے ذرائع بھی فضائی آلودگی میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں جو لوگوں کو وقت سے پہلے ہی موت کی جانب دھکیل رہے ہیں۔

لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ بجلی کی پیداوار کے لیے قدرتی ذرائع استعمال کیے جائیں تاکہ ماحولیاتی آلودگی میں کمی واقع ہو۔ عام تاثر ہے کہ جوہری بم سے کئی گنا خطرناک گلوبل وارمنگ کا بم ہے جس کے اثرات سے کرہ ارض خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ ماضی کی نسبت اب موسم گرما میں گرمی کی عمومی صورتحال شدید ہو رہی ہے اور گرمی شدت سے بڑھ رہی ہے جب کہ سردیوں کا موسم سکڑتا جا رہا ہے۔ موسمی تغیر کے باعث مختلف ممالک میں طوفانی بارشوں، سیلابی ریلوں، سمندری طوفان سے ہونے والے نقصانات میں اضافہ ہو رہا ہے اور کہیں قحط اور خشک سالی کی صورتحال دکھائی دے رہی ہے۔ یہ سب دراصل گلوبل وارمنگ ہی کا نتیجہ ہے۔ آب و ہوا کی تبدیلی کی وجہ سے زراعت متاثر ہو رہی ہے اور خوراک کی قلت بھی بڑھ رہی ہے۔ دوسری جانب صنعتی پیداوار بھی متاثر ہو رہی ہے کیوں کہ اکثر اشیاء کی تیاری میں خام مال زرعی شعبے سے حاصل ہوتا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق آب و ہوا کی تبدیلی سے دنیا کی مجموعی اقتصادی پیداوار میں 1.6 کی کمی واقع ہوئی ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ کرہ ارض کے تمام مسائل اور مشکلات کا سب سے بڑا سبب یہاں بسنے والے انسان ہیں۔ سڑکوں پر دھواں اڑاتی گاڑیاں، کارخانوں کی دھواں اگلتی چمنیاں، کیمیکل پلانٹس سے خارج ہوتا زہریلا پانی گرین ہاؤس گیسوں کے خاتمے کی وجہ سے بن رہا ہے۔ علاوہ ازیں بڑے پیمانوں پر جنگلات کی کٹائی کرہ ارض کے توازن میں بگاڑ کا باعث ہے جب کہ یہی درخت فضا میں موجود کاربن گیسوں کو دوبارہ زندگی بخش آکسیجن میں تبدیل کرتے ہیں۔ ☆ ہماری زمین اور فضا کو آلودگی کے سبب ناقابل تلافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ کائنات

میں قدرت نے زبردست توازن رکھا ہے اور یہی توازن کائنات کی بقاء کا ضامن ہے۔ جب سے انسان نے اپنے ارد گرد کے ماحول پر یلغار کی ہے، یہ توازن برقرار نہیں رہا۔ نتیجتاً آج کا

انسان فطرت سے دور ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ کائنات کے نظام میں انسان کی بے جاد خل اندازی ہے۔ انسان نے جہاں سائنسی ایجادات کے بل پر اس ٹوٹے ہوئے تارے کو مہ کامل بنا دیا ہے، وہاں وقتی فوائد کی خاطر اس نے بے شمار تخریبی نوعیت کی سرگرمیاں بھی اختیار کر رکھی ہیں، جن کی بدولت کائنات تباہی کے راستے پر گامزن ہے۔ ان خطرناک اور مہلک سرگرمیوں میں ماحول کی آلودگی کا مسئلہ سرفہرست ہے۔ سستی آسائش کی خاطر انسان کے اختیار کردہ مصنوعی ذرائع و وسائل نے ماحول کے حسن کو نہ صرف غارت کر کے رکھ دیا ہے، بلکہ اسے طرح طرح کی آلودگیوں کی آماجگاہ بنا دیا ہے۔۔۔ آج ہماری فضا پانی اور زمین میں کیمیائی مادوں اور نقصان دہ عناصر کی آمیزش خطرناک حد تک ہو چکی ہے۔ آلودگی میں اضافے کی بہت سی وجوہات ہیں۔ اگرچہ انسان نے ترقی تو بہت کر لی ہے، لیکن اس ترقی میں انسانی صحت اور ماحول کو درپیش خطرات پر توجہ بہت کم دی گئی ہے۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ آج انسان نے اپنے ماحول میں موجود اس عظیم توازن کو خود ہی بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی کی منجملہ اقسام میں اولین قسم ”فضائی آلودگی“ کی ہے۔ کرۂ ارض کے ارد گرد گیسوں کا ایک غلاف موجود ہے۔ یہ تمام گیسیں ایک خاص تناسب سے فضا کا حصہ بنتی ہیں، لیکن انسان کی بے جا دخل اندازی سے گاڑیوں سے نکلنے والا دھواں اور کارخانوں سے خارج ہونے والی مضر صحت گیسیں ہوا میں شامل ہو کر اسے آلودہ کر رہی ہیں، جس سے انسانوں میں کئی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں۔ ایندھن کے بے دریغ استعمال سے فضا میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار بڑھ رہی ہے، جس کی وجہ سے ہوا کا درجہ حرارت بھی بڑھ رہا ہے۔ صنعتی علاقوں میں کام کرنے والے کاربن ان زہریلی گیسوں سے سب سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں۔ اس کثافت کا اثر ارد گرد کی عمارتوں پر بھی ہو رہا ہے۔ کئی عمارتیں اس آلودگی کی زد میں آ کر اپنی آب و تاب کھو چکی ہیں۔ اس فضائی آلودگی سے نمٹنے کے لئے معدنی ایندھن کا متبادل تلاش کرنا بہت ضروری ہے، نیز صنعتی علاقوں میں گیسوں کے اخراج پر قابو پانے کے لئے پلانٹ نصب کئے جائیں اور

زیادہ سے زیادہ درخت لگا کر بھی فضائی آلودگی کے اثرات کو بڑی حد تک کم کیا جاسکتا ہے۔ فضائی آلودگی کے بعد آلودگی کی دوسری بڑی قسم ”آبی آلودگی“ ہے۔ ہوا کی طرح پانی بھی انسان کی زندگی کے لئے لازمی عنصر ہے۔ بیسویں صدی میں جہاں صنعتی انقلاب اور آبادی کے بڑھنے کے باعث پانی کی ضروریات میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے، وہاں پینے کے لئے صاف و شفاف پانی بھی ناپید ہوتا جا رہا ہے۔ پانی میں کئی طرح کی کثافتیں اور مادے شامل ہو گئے ہیں۔ آبی آلودگی کی وجہ سے معدے اور جگر کی بیماریاں بہت تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ صنعتی علاقوں کا کثیف مادہ عموماً صاف کئے بغیر ہی ندی نالوں اور دریاؤں میں بہا دیا جاتا ہے۔ اس سے نہ صرف آبی حیات متاثر ہوتی ہے، بلکہ ایسے پانی کو آبپاشی کے لئے استعمال کرنے سے کئی مضر کیمیائی اجزاء پودوں کی جڑوں میں سرایت کر جاتے ہیں۔ ایسے پودوں کو بطور خوراک استعمال کرنے سے انسانی صحت کو شدید خطرات لاحق ہو جاتے ہیں۔

آلودگی کی ایک اور اہم قسم ”زمینی آلودگی“ ہے۔ زرعی پیداوار میں اضافے کے لئے فصلوں پر کیڑے مار ادویات کا استعمال کیا جاتا ہے، جس سے پیداوار میں تو اضافہ ہو جاتا ہے، لیکن ان ادویات کے استعمال سے مٹی کے اوپر کی تہہ کی زرخیزی خاصی کم ہو جاتی ہے۔ نیز فصلوں اور پودوں پر بھی ان کے مضر صحت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ زمینی آلودگی کم کرنے کے لئے جنگلات لگانا ایک نہایت موثر اقدام ہے۔ جنگلات اور درختوں کی کمی کے نتیجے میں زمین بردگی (کٹاؤ) کا شکار ہو جاتی ہے۔ بردگی کی شرح میں اضافے سے قابل کاشت اراضی میں کمی آ جاتی ہے اور آبی ذخائر میں تلچھٹ کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ شجرکاری کے حوالے سے عوامی شعور کو بیدار کرے، تاکہ اس اہم مسئلے کا سدباب کیا جاسکے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے ترغیبات کے ذریعے بھی عوام کو غیر آباد اور بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنانے پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔ آلودگی سے پاک معاشرہ ہی جدوجہد حیات اور ترقی کی رفتار میں زمانے کے تقاضوں کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکتا ہے۔ ماحول، انسانوں اور قوموں کی

شخصیت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ جہاں ماحول انسان سے متاثر ہوتا ہے، وہاں انسان بھی اپنے ماحول سے اثر پذیر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ انسان اپنے ماحول کی نمائندگی کرتا ہے تو ماحول انسان ہی کا دوسرا روپ ہے، گویا دونوں ایک دوسرے کے لئے ناگزیر ہیں۔

☆ لاہور (رپورٹ) ہر قسم کی آلودگی کے خاتمہ کے لئے قومی سطح پر انسانی رویوں میں تبدیلی ضروری ہے۔ گلیوں، محلوں میں جنریٹرز کے شور اور ٹریفک کے شور، ٹوٹی پھوٹی سڑکوں کی بُری حالت سے بھی آلودگی بڑھ رہی ہے اور صحت مند قوم بیمار اور چڑچڑی ہوتی جا رہی ہے۔ کچن گارڈن کا تصور اپنایا جائے۔ قانون بنانے سے پہلے محکمہ صنعتی اداروں اور عوام کو آگاہ کرے کہ ماحول کی بہتری کے لئے انہیں کیا کچھ کرنا چاہیے۔ اگر گندے پانی کے استعمال کو نہ روکا گیا تو آئندہ نسل میں کینسر کے اثرات بڑھ جائیں گے۔ مختلف علاقوں میں ٹریٹمنٹ پلانٹ لگانے کے لئے عملی اقدامات کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ ان خیالات کا اظہار جنگ اکنامک سیشن میں ”ماحولیاتی اور صنعتی آلودگی۔۔۔ سماجی اور معاشی حالات پر اثرات۔۔۔ حل کیا ہے؟“ کے موضوع پر ڈائریکٹر انوائرنمنٹ پروٹیکشن ایجنسی نسیم الرحمان، ڈپٹی سیکرٹری انوائرنمنٹ پروٹیکشن ایجنسی الطاف بلوچ، نمائندہ شعبہ صحت ڈاکٹر عائشہ اعظم، صدر لاہور چمڑا مارکیٹ شیخ ارشد، سابق صدر لاہور چیمبر آف کامرس پرویز حنیف اور صنعت کار منظور ملک نے کیا³۔

ان رپورٹوں سے مسئلہ کی حساسیت اور انسانی مفادات کے لئے اس کی سنگینی کا اندازہ ہوتا ہے، اور انسان پر بحیثیت انسان کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

انسان کی منصبی ذمہ داری

انسان روئے زمین پر اللہ کا خلیفہ ہے، اس لئے تمام وسائل حیات اور

مفادات عامہ کی حفاظت کرنا اور ممکنہ خطرات اور اندیشوں کو دور کرنا اس کی منصبی ذمہ داری ہے، اللہ پاک نے زمین کو انسان کے لئے بہترین مستقر بنایا ہے، اسی سے اس کی تخلیق ہوئی اور یہیں ہر طرح اس کی راحت و آسائش کا سامان کیا گیا، اور پھر اسی میں اسے واپس جانا ہے:

وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ⁴

ترجمہ: زمین تمہارے لئے ایک قرار گاہ ہے جہاں ایک وقت مقرر تک نفع اندوز ہونے کا سامان موجود ہے۔

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ⁵۔

ترجمہ: اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا، اسی میں تم کو واپس کریں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

اس لئے اس فرش گیتی کو آباد اور شاداب رکھنا اور اس کے وسائل کو مستحکم کرنا انسانی فرائض میں شامل ہے، شریعت اسلامیہ نے اس اہم ترین انسانی فریضہ کو نظر انداز نہیں کیا ہے، بلکہ اس کے لئے ضروری ہدایات دی ہیں مثلاً:

ماحولیاتی تحفظ کے لئے شجر کاری کی اہمیت

☆ فضائی آلودگی کو کم کرنے میں ہرے بھرے درختوں اور پیڑ پودوں کا

بنیادی کردار ہے، اسی لئے متعدد روایات میں پیڑ پودے لگانے کی ترغیب دی گئی

⁴ - البقرة: 36

⁵ - طه: 55

ہے، حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت خلاد بن السائبؓ، حضرت جابر بن عبد اللہؓ، حضرت ابوالدرداءؓ اور حضرت انس بن مالکؓ متعدد صحابہ کرام سے اس مضمون کی روایات منقول ہیں، حضرت انس بن مالکؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

قال رسول الله صلى الله عليه و سلم : ان قامت الساعة وبيد أحدكم فسيلة فان استطاع ان لا يقوم حتى يغرسها فليفعل
تعليق شعيب الأرناؤوط : إسناده صحيح على شرط مسلم⁶۔

ترجمہ: اگر قیامت قائم ہو اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کی چھوٹی سی شاخ ہو اور اٹھنے سے پہلے اس پودے کو لگا سکتا ہو تو لگا دے۔

یعنی اسے یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ اسے اس کا نفع ملے گا یا نہیں؟ بلکہ اس زمین کو شاداب رکھنے میں اپنا ممکنہ کردار ادا کرنا چاہئے۔

☆ حضرت انسؓ ہی راوی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ غَرَسَ غُرَاسًا فَأَثْمَرَ ، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ بِعَدَدِ ذَلِكَ

⁶ - مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۹۱ حدیث نمبر: ۱۳۰۰۴ المؤلف : أحمد بن حنبل
أبو عبد الله الشيباني الناشر : مؤسسة قرطبة - القاهرة عدد الأجزاء: 6 ، مسند أبي داود الطيالسي - المشكول ج ۳ ص ۵۴۵ حدیث نمبر: ۲۱۸۱ المؤلف : سليمان بن داود بن الجارود المتوفى سنة 204 هـ تحقيق : الدكتور محمد بن عبد المحسن التركي بالتعاون مع مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية بدار هجر الناشر : هجر للطباعة والنشر الطبعة : الأولى سنة الطبع : 1419 هـ - 1999 م عدد الأجزاء : 4

الشَّمْرَ هَذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ ، رِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ ⁷ .

ترجمہ: جس نے کوئی پودا لگایا اور وہ شمر دار ہوا تو ہر پھل کے بدلے میں اسے اجر ملے گا۔

علامہ علی المتقیؒ نے کنز العمال میں باب: فضل الزرع والغراس " کے تحت متعدد صحابہ کی الگ الگ روایات جمع کی ہیں ⁸۔

ان ارشادات کے علاوہ عملی طور پر بھی حضور ﷺ سے پیڑ پودوں کا لگا نا ثابت ہے، حضرت عمرو بن یحییٰ اپنے والد کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَرِيدَةً مِنْ جَرِيدِهَا
فَزَرَعَهَا ⁹

ترجمہ: حضور ﷺ نے ایک شاخ اپنے دست مبارک میں لی اور اس کو لگا دیا۔

اسی طرح حضرت سلمان فارسیؓ کے عقد مکاتبت کے قصے میں حضور

⁷ - إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة ج ٣ ص ٣٨٢ حديث نمبر: ٢٩٢٥ المؤلف :

أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البوصيري المتوفى هجرية

⁸ - كثر العمال في سنن الأقوال والأفعال ج ٣ ص ٨٩٠ تا ٨٩٢ المؤلف : علاء الدين

علي بن حسام الدين المتقي الهندي البرهان فوري (المتوفى : 975هـ) المحقق : بكري حياني

- صفوة السقا الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الطبعة الخامسة ، 1401هـ / 1981م

⁹ - شرح مشكل الآثار ج ٩ ص ٤٢٢ حديث نمبر: ٣٥٢٣ المؤلف : أبو جعفر أحمد بن محمد

بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة الأزدي الحجري المصري المعروف بالطحاوي (المتوفى :

321هـ) تحقيق : شعيب الأرناؤوط الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى - 1415

هـ ، 1494 م عدد الأجزاء : 16 (15 وجزء للفهارس)

ﷺ کا کھجوروں کے پیڑ لگانے کا واقعہ بہت معروف ہے¹⁰۔

ان تعلیمات کا اثر صحابہ کی زندگیوں میں بھی نظر آتا ہے، خاص طور پر حضرت عمرؓ کو اس کا بڑا اہتمام تھا:

عن عمارة بن خزيمة بن ثابت: سمعت عمر بن الخطاب يقول لأبي: ما يمنعك أن تغرس أرضك؟ فقال له أبي: أنا شيخ كبير أموت غدا، فقال له عمر: أعزم عليك لتغرسها، فلقد رأيت عمر بن الخطاب يغرسها بيده مع أبي. ابن جرير¹¹.

ترجمہ: عمارہ بن خزیمہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے میرے والد سے دریافت کیا کہ آپ نے زمین آباد کیوں نہیں کی؟ انہوں نے اپنے بڑھاپے کا عذر پیش کیا کہ اب چلاؤ کا وقت ہے، حضرت عمرؓ نے تاکید کے ساتھ فرمایا کہ ہر حال میں زمین آباد کرنی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود حضرت عمرؓ کو اس زمین میں اپنے ہاتھ سے پودے لگاتے ہوئے دیکھا۔

حضرت عثمان غنیؓ کے بارے میں بھی آتا ہے کہ ان کو اس سے بہت شغف تھا اور اس کو وہ مصلحین کی علامت تصور کرتے تھے:

¹⁰ - إتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة ج ٥ ص ٢٥٨ حديث نمبر: ٢٩٩٤ المؤلف :

أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البوصيري المتوفى هجرية

¹¹ - كثر العمال في سنن الأقوال والأفعال ج ٣ ص ٩٠٩ حديث نمبر: ٩١٣٦ المؤلف : علاء

الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي البرهان فوري (المتوفى : 975هـ) المحقق : بكري

حياني - صفوة السقا الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الطبعة الخامسة

1401ھ/1981م

عن عبد الرحمن بن عبد الله بن معقل بن يسار قال: دخل رجل على عثمان بن عفان وهو يغرس غراسا، فقال له: يا أمير المؤمنين الغرس وهذه الساعة قد جاءت؟ فقال: أن تأتي وأنا من المصلحين خير وأحب إلي من أن تأتيني وأنا من المفسدين. ابن جرير¹².

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس حاضر ہوا اس وقت وہ پودہ لگا رہے تھے، اس نے عرض کیا: امیر المؤمنین! پودا لگا رہے ہیں، کیا قیامت کی گھڑی آگئی؟ آپ نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ وہ میرے پاس اس حال میں آئے کہ میرا شمار مصلحین میں ہو نہ کہ اس حال میں کہ میرا شمار مفسدین میں ہو۔

حضرت امیر معاویہؓ نے بھی اپنے آخری عہد حیات میں شجرکاری اور ویران زمینوں کی آباد کاری پر خاصی توجہ دی، ایک دن کھجور کا پیڑ لگاتے وقت کسی (بے تکلف شخص) نے آپ سے دریافت کیا کہ ان پودوں سے آپ کو کس نفع کی امید ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے نفع کی امید میں یہ درخت نہیں لگائے، بلکہ مجھے اسدی کے اس قول سے ترغیب ملی:

ليس الفتى بفتى لا يستضاء به * ولا يكون له في الأرض آثار¹³

ترجمہ: آدمی وہ آدمی نہیں جس سے روشنی نہ پھیلے اور زمین پر اس کے نقوش موجود

¹² - حوالہ بالا۔

¹³ - فیض القدیر ج ۳ ص ۴۰ المؤلف: زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی

المنائي (المتوفى: 1031هـ)

نہ ہوں۔

اس ضمن میں کسریٰ کا ایک دلچسپ قصہ بھی بیان کیا جاتا کہ ایک دن شکار کے دوران اس نے ایک شیخ ضعیف کو دیکھا کہ وہ زیتون کے پیڑ لگا رہا ہے، کسریٰ نے ٹھہر کر بوڑھے سے کہا کہ زیتون کا پیڑ تیس (۳۰) سال کے بعد پھل دیتا، آپ کو اس سے کیا نفع ملے گا؟ بوڑھے نے کہا: اے بادشاہ! ہم سے پہلے کے لوگوں نے ہمارے لئے درخت لگائے اب ہم بعد والوں کے لئے لگا رہے ہیں، کسریٰ بے حد خوش ہوا، شاہان فارس کا دستور تھا، کہ جب وہ کسی کے جملہ سے خوش ہوتے تو اس کو ایک ہزار دینار انعام دیتے تھے، کسریٰ نے ایک ہزار دینار بوڑھے کو دیا، بوڑھے نے انعام پانے کے بعد بادشاہ سے عرض کیا کہ، اے بادشاہ! زیتون کا پیڑ تیس (۳۰) سال کے بعد پھل دیتا ہے لیکن میرے زیتون نے پودا لگاتے ہی پھل دے دیا، بادشاہ نے خوش ہو کر پھر ایک ہزار دینار بوڑھے کو انعام دیا، بوڑھے نے ادب سے کہا، ہر زیتون سال میں صرف ایک بار پھل دیتا ہے، لیکن میرے زیتون نے تو سال میں دو بار پھل دے دیئے، کسریٰ نے پھر اس کی طرف ایک ہزار دینار اچھا ل دیا اور اس کی اگلی بات سننے سے پہلے ہی تیزی کے ساتھ روانہ ہو گیا، کہ اگر اس بوڑھے کے چکر میں رہے تو سارا خزانہ خالی ہو جائے گا¹⁴۔

غرض زراعت اور شجر کاری ایک انتہائی نفع بخش اور دور رس نتائج کی حامل چیز ہے اسی لئے بہت سے علماء اور محدثین نے اپنی کتابوں میں اس کی فضیلت

واہمیت پر مستقل ابواب قائم کئے ہیں¹⁵، متعدد علماء نے زراعت کو سب سے افضل پیشہ قرار دیا ہے¹⁶ جب کہ کئی علماء نے اس کو جہاد اور تجارت کے بعد تیسرے نمبر

-
- ¹⁵ - دیکھئے: ☆ باب فضل الزرع والغرس إذا أكل منه، الجامع الصحيح المختصر ج ۲ ص ۸۱۵ المؤلف: محمد بن إسماعيل أبو عبد الله البخاري الجعفي الناشر: دار ابن كثير، اليمامة - بيروت الطبعة الثالثة، 1407 - 1987 تحقيق: د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة - جامعة دمشق عدد الأجزاء: 6 - * باب فَضْلِ الْغَرَسِ وَالزَّرْعِ،: الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ۵ ص ۲۷ المؤلف: أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق: الناشر: دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة - بيروت - * باب ما جاء في فضل الغرس، الجامع الصحيح سنن الترمذي ج ۳ ص ۲۲۵ المؤلف: محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت تحقيق: أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء: 5 * باب في فضل الغرس، سنن الدارمي ج ۲ ص ۳۴۷ المؤلف: عبد الله بن عبد الرحمن أبو محمد الدارمي الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت الطبعة الأولى، 1407 تحقيق: فواز أحمد زمرلي، خالد السبع العلمي عدد الأجزاء: 2 - * ذكر تفضل الله جل وعلا على الغارس الغراس، صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان ج ۸ ص ۱۵۴ المؤلف: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن معبد، التميمي، أبو حاتم، الدارمي، البستي (المتوفى: 354هـ) ترتيب: علي بن بلبان بن عبد الله، علاء الدين الفارسي، المنعوت بالأُمير (المتوفى: 739هـ) الناشر: مؤسسة الرسالة - * باب فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرَسِ، السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج ۲ ص ۱۳۷ المؤلف: أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي مؤلف الجوهر النقي: علاء الدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني المحقق:
- الناشر: مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد الطبعة: الطبعة: الأولى - 1344 هـ عدد الأجزاء: 10 * فيه فضل الزرع والغراس، كثر العمال في سنن الأقوال والأفعال ج ۳ ص ۸۹۰ المؤلف: علاء الدين علي بن حسام الدين المتقي الهندي البرهان فوري (المتوفى: 975هـ) المحقق: بكري حياني - صفوة السقا الناشر: مؤسسة الرسالة الطبعة: الطبعة الخامسة، 1401هـ/1981م -
- ¹⁶ - عمدة القاري شرح صحيح البخاري ج ۱۸ ص 429 المؤلف: بدر الدين أبو محمد محمود بن أحمد العيني (المتوفى: 855هـ)

پر رکھا ہے¹⁷۔

بے ضرورت پیڑپودے کاٹنا

☆ احادیث میں بے ضرورت پیڑپودوں کو کاٹنے کی بھی ممانعت آئی ہے، حضرت عبداللہ بن حبشیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَطَعَ سِدْرَةَ صَوَّبَ اللَّهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ - سئل أبو داود عَنْ مَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ هَذَا الْحَدِيثُ مُخْتَصَرٌ يَعْنِي مَنْ قَطَعَ سِدْرَةَ فِي فَلَاةٍ يَسْتَظِلُّ بِهَا ابْنُ السَّبِيلِ¹⁸۔

ترجمہ: جو شخص کسی پیڑ کو کاٹے گا اللہ پاک اس کا سر جہنم میں ڈالیں گے۔ اس حدیث کی تشریح میں امام ابو داؤد نے کہا کہ اس سے مراد سایہ دار درخت ہے جس سے مسافر سایہ حاصل کرتے ہوں۔

زمین میں فساد برپا کرنا

☆ ان کے علاوہ قرآن و حدیث میں ایسی متعدد نصوص اور عمومی ہدایات موجود ہیں جن میں روئے زمین کی پاک فضا اور انسانی وسائل حیات کو تخریبی سرگرمیوں سے آلودہ اور مسموم کرنے کی ممانعت ملتی ہے۔۔۔۔۔

¹⁷ - الاختیار لتعلیل المختار ج ۴ ص ۱۸۳ المؤلف: عبد اللہ بن محمود بن مودود الموصلي الحنفي دار النشر: دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان - 1426 هـ - 2005 م الطبعة: الثالثة تحقيق: عبد اللطيف محمد عبد الرحمن عدد الأجزاء: 5۔

¹⁸ - سنن أبي داود ج ۴ ص ۵۳۰ حدیث نمبر: ۵۲۴۱ المؤلف: أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني الناشر: دار الكتاب العربي - بيروت عدد الأجزاء: 4۔

یوں اس زمین میں جراثیم اور فاسد عناصر کو تحلیل کرنے کی بھی زبردست صلاحیت موجود ہے، جس کی مدد سے وہ مختلف جراثیمی حملوں کا دفاع کرتی رہتی ہے، لیکن ظاہر ہے کہ اس کی بھی ایک حد مقرر ہے، مقررہ حدود سے تجاوز کی صورت میں زمینی ماحول کا توازن بگڑنے لگتا ہے، اور اس کے منفی اثرات نسلوں اور کھیتیوں پر پڑتے ہیں، جس کو قرآن کریم کی زبان میں فساد قرار دیا گیا ہے، اور قرآن نے اس سے سخت بیزاری کا اعلان کیا ہے:

وَإِذَا تَوَلَّى سَعَى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ¹⁹

ترجمہ: جب وہ پھر اتر زمین میں فساد برپا کرنے اور نسلوں اور کھیتیوں کو برباد کرنے کی کوشش کی، اور اللہ پاک فساد کو پسند نہیں کرتے۔

وَأَحْسِنْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفُسَادَ فِي الْأَرْضِ²⁰

ترجمہ: بہتر کرو جس طرح اللہ نے تمہارے ساتھ بہتر کیا ہے اور زمین میں فساد پیدا کرنے کی کوشش نہ کرو۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ²¹

ترجمہ: خشکی اور تری میں پھیلا ہوا فساد خود انسان کے ہاتھ کا پیدا کردہ ہے

¹⁹ - البقرة: ۲۰۵

²⁰ - القصص: ۷۷

²¹ - الروم: ۴۱

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا²²۔

ترجمہ: زمین میں فساد برپا مت کرو جب کہ پہلے سے وہ درست حالت میں ہے۔

كُلَّمَا أَوْقَدُوا نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ²³۔

ترجمہ: جب بھی یہ لوگ آتش جنگ بھڑکاتے ہیں اللہ پاک اس کو بجھا دیتے ہیں، یہ لوگ زمین میں فساد بھڑکاتے ہیں، اور اللہ پاک فساد مچانے والوں کو پسند نہیں کرتے۔

فطری نعمتوں کو مسخ کرنا

☆ زمین کے اندر جو بے شمار خزانے محفوظ ہیں، اور زمین کے اوپر جو فطری ماحول موجود ہے، وہ اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہیں، اور نعمت الہی میں تبدیلی کرنا اللہ کے نزدیک جرم ہے:

وَمَنْ يُبَدِّلْ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ²⁴۔

ترجمہ: جو اللہ کی نعمت ملنے کے بعد تبدیل کرے گا تو اللہ پاک سخت عذاب دینے والے ہیں۔

²² - الاعراف: ۵۶

²³ - المائدة: ۶۴

²⁴ - البقرة: ۲۱۱

مہلکات سے بچنے کا حکم

☆ قرآن نے مہلکات سے بچنے کا حکم دیا ہے:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ
الْمُحْسِنِينَ²⁵۔

ترجمہ: اپنے ہاتھ ہلاکت میں نہ ڈالو، اور اچھے کام کرو اللہ اچھے کام کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا²⁶

ترجمہ: اپنے آپ کو قتل مت کرو اللہ تم پر بہت مہربان ہے۔

اجتماعی مفادات کا تحفظ

☆ اسلام میں اجتماعی مفادات کے تحفظ پر کافی زور دیا گیا ہے، حضرت

حذیفہ بن الیمانؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَمْ يَهْتَم بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ آه لَا يَرَوِي هَذَا

الْحَدِيثُ عَنْ حَذِيفَةَ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ تَفَرَّدَ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ

الرازِي²⁷

²⁵ - البقرة : ۱۹۵

²⁶ - النساء: 29

²⁷ - : المعجم الأوسط ج ۷ ص ۲۷۰ حدیث نمبر ۷۳۷۳ المؤلف : أبو القاسم سليمان بن أحمد

الطبراني الناشر : دار الحرمين - القاهرة ، 1415 تحقيق : طارق بن عوض الله بن محمد ، عبد المحسن

بن إبراهيم الحسینی عدد الأجزاء : 10 ، یہ روایت مستدرک حاکم میں بھی آئی ہے، مگر علامہ ذہبی نے اس کو

موضوع قرار دیا ہے، دیکھئے: المستدرک علی الصحیحین ج ۴ ص ۳۵۲ حدیث نمبر : ۷۸۸۹ المؤلف :

ترجمہ: جو مسلمانوں کے عمومی مفادات کا لحاظ نہ رکھے وہ مسلمان نہیں ہے، حضرت حذیفہؓ سے اس حدیث کی روایت میں عبد اللہ بن ابی جعفر متفرد ہیں۔ عبد اللہ بن ابی جعفر الرازی کو محمد بن حمید نے ضعیف کہا ہے، لیکن ابو حاتم، ابو زرہ، ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے²⁸۔

حضرت جریر بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں:

بَايَعْتُ النَّبِيَّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - عَلَى التُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ²⁹۔

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ہر مسلمان کے لئے خیر خواہی پر بیعت کی۔

حضرت تمیم داریؓ کی روایت ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا الدِّينُ النَّصِيحَةُ إِنَّمَا الدِّينُ النَّصِيحَةُ " قِيلَ: لِمَنْ؟ قَالَ: لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِلْأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ³⁰۔

محمد بن عبد اللہ أبو عبد اللہ الحاکم النیسابوری، الناشر: دار الکتب العلمیة - بیروت، الطبعة الأولى، 1411 - 1990 تحقیق: مصطفى عبد القادر عطا، عدد الأجزاء: 4 مع الكتاب: تعليقات الذهبي في التلخيص۔

²⁸ - جامع الأحادیث ج ۲۱ ص ۳۷۹ المؤلف: جلال الدين السيوطي -

²⁹ - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ۱ ص ۵۴ حدیث نمبر: ۲۰۹ المؤلف: أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق: الناشر: دار الجليل بيروت + دار الأفاق الجديدة - بيروت الطبعة: عدد الأجزاء: ثمانية أجزاء في أربع مجلدات۔

³⁰ - مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ۲۸ ص ۱۴۰ حدیث نمبر: ۱۶۹۴۱ المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ) المحقق: شعيب الأرناؤوط - عادل

ترجمہ: دین خیر خواہی کا نام ہے، لوگوں نے پوچھا: کس کے ساتھ؟ آپؐ نے فرمایا، اللہ اور رسول، کتاب الہی، حکومت اسلامیہ اور عام مسلمانوں کے ساتھ۔

اسلام میں طہارت و نظافت کی اہمیت

☆ اسلام میں طہارت و نظافت کی بڑی اہمیت ہے، طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے حضرت ابومالک اشعرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الطهور نصف الإيمان³¹ ترجمہ: پاکی نصف ایمان ہے۔

نماز جیسی اہم ترین عبادت کے لئے طہارت کو کلید قرار دیا گیا:

عن علي : عن النبي صلى الله عليه و سلم قال مفتاح الصلاة الطهور³²

ترجمہ: حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز کی کنجی طہارت ہے۔

ہر جمعہ غسل کرنے کو اسلامی حق قرار دیا گیا:

مرشد ، وآخرون إشراف : د عبد الله بن عبد المحسن التركي الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، 1421 هـ - 2001 م۔

³¹ - المعجم الكبير ج ٣ ص ٢٨٢ حديث نمبر: ٣٢٢٢ المؤلف : سليمان بن أحمد بن أيوب أبو القاسم الطبراني الناشر : مكتبة العلوم والحكم - الموصل الطبعة الثانية ، 1404 - 1983 تحقيق : حمدي بن عبد المجيد السلفي عدد الأجزاء : 20

³² - الجامع الصحيح سنن الترمذي ج ١ ص ٨ حديث نمبر : ٣ المؤلف : محمد بن عيسى أبو عيسى الترمذي السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي - بيروت تحقيق : أحمد محمد شاكر وآخرون عدد الأجزاء : 5

حَقُّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ أَنْ يَغْتَسِلَ فِي كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمًا³³

نظافت کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت ہے:

تَنْظِفُوا بِكُلِّ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّ اللَّهَ بَنَى الْإِسْلَامَ عَلَى النِّظَافَةِ³⁴

ترجمہ: ہر ممکن نظافت اختیار کرو اس لئے کہ اسلام کی بنیاد نظافت پر ہے

حضرت سعد بن وقاصؓ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں:

إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ ، نَظِيفٌ يُحِبُّ النِّظَافَةَ³⁵

ترجمہ: اللہ پاک ہے اور پاک کو پسند فرماتے ہیں، اور اللہ نظیف ہیں نظافت

کو پسند فرماتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ:

إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ³⁶۔

ترجمہ: بے شک اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔

جمال ہر چیز کے فطری توازن کا نام ہے، اور اس توازن کو بگاڑنے کا نام فساد

ہے، اسلام دین فطرت ہے اسی لئے اس کے بے شمار احکام کی بنیاد طہارت و نظافت

³³ - صحيح البخاري ج ١ ص ٣٠٥ حديث نمبر: ٨٥٦ -

³⁴ - جمع الجوامع أو الجامع الكبير للسيوطي ج ١ ص ١١١٩١ اس کی سند کمزور ہے۔

³⁵ - مسند أبي يعلى الموصلي ج ٢ ص ٢٦٦ حديث نمبر ٤٥٩ المؤلف : أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى

بن يحيى بن عيسى بن هلال التميمي، الموصلي (المتوفى : 307هـ)

³⁶ - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ١ ص ٦٥ حديث نمبر: ٢٤٥ المؤلف : أبو الحسين

مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري

پر ہے، مثلاً کھانے سے قبل اور بعد ہاتھ دھونے کا حکم دیا گیا³⁷، نیند سے بیدار ہونے کے بعد ہاتھ دھونے کی ہدایت کی گئی³⁸،

وضع قطع، رہن سہن اور گھر مکان راستہ سواری ہر چیز میں صفائی ستھرائی اور بہتر طرز زندگی اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے:

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَتِيَابُكَ فَطَهِّرْ³⁹۔ ترجمہ: اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔

ارشاد نبوی ہے:

فاحسنوا لباسكم و اصلحوا رحالكم حتى تكونوا كأنكم شامة في الناس إن الله لا يحب الفحش و التفحش تعليق الذهبي في التلخيص: صحيح⁴⁰۔

ترجمہ: اپنے لباس کو مزین کرو، اور اپنی رہائش گاہوں کو درست رکھو، یہاں تک کہ تم سارے انسانوں میں سب سے مضبوط حس رکھنے والی قوم شمار کئے جانے لگو، اللہ پاک برائی اور بے حیائی کو پسند نہیں فرماتے۔

³⁷ - سنن أبي داود ج ۳ ص ۲۰۵ حدیث نمبر: ۳۷۳۳ المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث

السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي - بيروت عدد الأجزاء : 4 -

³⁸ - صحيح البخاري ج ۱ ص ۷۲ حدیث نمبر: ۱۶۰ -

³⁹ - المدثر: ۴

⁴⁰ - المستدرک علی الصحیحین ج ۴ ص ۲۰۳ حدیث نمبر: ۷۳۷۱ المؤلف : محمد بن عبد الله أبو

عبد الله الحاكم النيسابوري الناشر : دار الكتب العلمية - بيروت

الطبعة الأولى ، 1411 - 1990 تحقيق : مصطفى عبد القادر عطا عدد الأجزاء : 4

مسند ابی یعلیٰ اور مسند بزار میں " فنظفوا أنفسکم وساحاتکم ⁴¹"
 کے الفاظ ہیں، یعنی اپنے صحنوں اور میدانوں کو صاف ستھرا رکھو۔
 منہ کی صفائی کو رضامندی رب کا سبب قرار دیا گیا:
 السَّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ ⁴²

کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانک کر رکھنے کا حکم دیا گیا، تاکہ انجانے میں
 اس کے اندر کوئی گندگی نہ پڑ جائے:
 أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَغْطِيَةِ الْوَضُوءِ، وَإِكَاءِ
 السَّقَاءِ، وَإِكْفَاءِ الْإِنَاءِ ⁴³

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم فرمایا کہ وضو کے برتن ڈھانک دیئے

⁴¹ - مسند أبي يعلى ج ٢ ص ١٢٢ حديث نمبر : ٧٩١ المؤلف : أحمد بن علي بن المثنى أبو يعلى
 الموصلی التمیمی الناشر : دار المأمون للتراث - دمشق الطبعة الأولى ، 1404 - 1984 تحقيق :
 حسين سليم أسد عدد الأجزاء : 13 ، - البحر الزخار - مسند البزار ج ٣ ص ٣٥٣ حديث نمبر :
 ٩٩٦ المؤلف : أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبيد الله العتكي المعروف بالبزار
 (المتوفى : 292هـ)

⁴² - السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج ١ ص ٣٣٢ حديث نمبر ١٣٩ المؤلف : أبو بكر أحمد بن
 الحسين بن علي البيهقي مؤلف الجوهر النقي: علاء الدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن
 التركماني المحقق : الناشر : مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد الطبعة :
 الطبعة : الأولى - 1344 هـ عدد الأجزاء : 10

⁴³ - مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ١٣ ص ٢٠٠ حديث نمبر : ٨٨٠٠ المؤلف : أبو عبد الله أحمد بن
 محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى : 241هـ) المحقق : شعيب الأرناؤوط - عادل
 مرشد ، وآخرون إشراف : د عبد الله بن عبد المحسن التركي الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة :
 الأولى ، 1421 هـ - 2001 م

جائیں، پانی بھرے ہوئے برتنوں کے منہ باندھ دیئے جائیں، اور خالی برتن الٹ کر رکھے جائیں۔

نبی کریم ﷺ نے ہدایت فرمائی ہے کہ گھروں کے دروازے بند کر کے سوؤ کہ مبادارات میں کوئی موذی چیز اندر آجائے، اور سونے سے قبل چراغوں کو گل کر دو، کہ اس میں اسراف بھی ہے، فضائی آلودگی بھی ہے اور اندیشے بھی ہیں:

أطفئوا السرج وأغلقوا الأبواب وخروا الطعام والشراب⁴⁴

ترجمہ: چراغوں کو بجھا دو، دروازے بند کر لو اور کھانے پینے کی چیزوں کو

ڈھانک دو۔

حدود سے تجاوز

☆ ماحول میں فساد فطری توازن کے بگڑنے سے پیدا ہوتا ہے اور یہ توازن اس وقت بگڑتا ہے جب انسان مقررہ حدود سے تجاوز کرے، جس کو قرآن کی زبان میں اسراف کہا جاتا ہے، مقررہ حد سے تجاوز اباحت کو حرمت میں تبدیل کر دیتا ہے، قرآن کی نگاہ میں اسراف بے انتہا ناپسندیدہ چیز ہے:

وكلوا واشربوا ولا تسرفوا إنه لا يحب المسرفين⁴⁵ .

ترجمہ: کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو، اللہ پاک اسراف کرنے والوں کو

پسند نہیں کرتے،

⁴⁴ - مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ۱۲ ص ۳۶۲ حدیث نمبر : ۸۷۵۱ -

⁴⁵ - الأعراف : ۳۱ -

آلودہ شخص یا مقام سے اجتناب کا حکم

☆ آلودگی سے تحفظ کی ایک نظیر آلودہ شخص یا آلودہ مقام سے ممکنہ اجتناب کی ہدایت بھی ہے، تاکہ اعتقادی تلویث کے ساتھ جسمانی تلویث سے بھی انسان محفوظ رہے: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

فر من المجذوم کما تفر من الأسد⁴⁶

ترجمہ: جذامی شخص سے اس طرح بھاگو جیسے کہ تم شیر سے بھاگتے ہو۔

اسی طرح طاعون کے بارے میں ارشاد ہوا:

فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بَارِضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا عَلَيْهِ وَإِذَا دَخَلَهَا عَلَيْكُمْ فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا فِرَارًا⁴⁷

ترجمہ: کسی مقام پر طاعون کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور تمہاری جگہ پر آجائے تو بھاگ کر مت نکلو۔

منکرات پر خاموش رہنا

☆ یہاں اس نکتہ کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ آلودگی پھیلانے والوں پر نکیر نہ کرنا بھی ان کا یلگونہ تعاون کرنا ہے، جرائم پر مجرمانہ خاموشی بھی عذاب الہی کا باعث بن جاتی ہے، قرآن کریم میں ہے:

⁴⁶ - صحیح البخاری ج ۵ ص ۲۱۵۸ حدیث نمبر: ۵۳۸۰ -

⁴⁷ - الجامع الصحیح المسمی صحیح مسلم ج ۷ ص ۲۷ حدیث نمبر: ۵۹۰۶ المؤلف: أبو الحسین

مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیسابوری۔

واتقوا فتنة لا تصيبن الدين ظلموا منكم خاصة⁴⁸

ترجمہ: فتنہ سے بچو تم میں سے ظالموں کو خاص طور پر نہ لگ جائے۔
حدیث پاک میں ایک کشتی سے تمثیل دی گئی ہے، کہ نچلی منزل میں ضرر پھیلانے والوں کا ہاتھ نہ پکڑا گیا تو سب ہلاک ہو جائیں گے:

فإن يتركوهم وما أرادوا هلكوا جميعا وإن أخذوا على أيديهم نجوا ونجوا جميعا⁴⁹

ترجمہ: اگر ان کو چھوڑ دیں گے تو سب ہلاک ہو جائیں گے، اور ان کا ہاتھ پکڑ کر روک دیں گے تو سب بچ جائیں گے۔

ضرر رساں چیزوں سے گریز کا حکم

☆ متعدد نصوص میں انسانوں کو تکلیف پہونچانے والے اعمال سے منع کیا گیا، مثلاً: حضرت ابو ہریرہؓ، فضالہ بن عبیدؓ، اور انس بن مالکؓ کئی صحابہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے آخری خطبہ میں اعلان فرمایا:

المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده والمؤمن من آمنه الناس على دماءهم وأموالهم⁵⁰۔

⁴⁸ - الأنفال : 25

⁴⁹ - صحيح البخاري ج ٢ ص ٨٢٢ حديث نمبر: ٢٣٦١۔

⁵⁰ - الجامع الصحيح سنن الترمذي ج ٥ ص ١٧ حديث نمبر: ٢٦٢٤ ، مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ٦ ص ٢١٢١ حديث نمبر: ٢٢٠٠٣ المؤلف : أحمد بن حنبل أبو عبد الله الشيباني

ترجمہ: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں، اور مؤمن وہ ہے جس سے لوگوں کے جان و مال محفوظ رہیں۔

بدبو پھیلانا

☆ مقامات عامہ پر بدبو پھیلانے سے روکا گیا ہے، کہ اس سے لوگوں کو تکلیف پہونچتی ہے، حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من أكل ثوما أو بصلا فليعتزلنا أو ليعتزل مسجدنا⁵¹

ترجمہ: جو شخص لہسن یا پیاز کھائے وہ ہم سے اور ہماری مسجدوں (نیز مقامات عامہ) سے دور رہے۔

مسلم شریف کی روایت میں اس حکم کی توجیہ بھی موجود ہے:

فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ⁵²

ترجمہ: کہ جس سے انسانوں کو تکلیف پہونچتی ہے اس سے ملائکہ کو بھی تکلیف پہونچتی ہے۔

ایک موقع پر حضور ﷺ نے کراٹ (ایک بدبودار درخت) کی بو محسوس کی تو آپ نے تنبیہ آمیز انداز میں فرمایا:

ألم أكن نهيكم عن أكل هذه الشجرة إن الملائكة تتأذى مما

⁵¹ - صحيح البخاري ج ٥ ص ٢٠٧٧ حدیث نمبر: ٥١٣٧ ،

⁵² - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ٢ ص ٨٠ حدیث نمبر: ١٢٨٢ -

ترجمہ: کیا میں نے تمہیں اس بدبودار درخت کے استعمال سے نہیں روکا تھا اس لئے کہ جس چیز سے انسان کو تکلیف پہونچتی ہے اس سے فرشتے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔

حضرت عمر بن الخطابؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے کئی ایسے لوگوں کو دیکھا جو پیاز اور لہسن جیسی بدبودار چیز کھا کر مسجد آئے تھے ان کو حضور ﷺ نے مسجد سے نکلوا کر بقیع کی طرف بھیج دیا⁵⁴۔

اصول نفع و ضرر

☆ اس سلسلے کی ایک اہم ترین اصولی روایت جس کو اجتماعی زندگی کے لئے فقہاء نے ایک قاعدہ فقہیہ کی حیثیت دی ہے، اور جو معاشرہ کے بے شمار مسائل میں فیصلہ کن اہمیت رکھتی ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ وَلِلرَّجُلِ أَنْ يَجْعَلَ خَشَبَةً فِي حَائِطِ جَارِهِ
الحديث⁵⁵

⁵³ - سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۱۶ حدیث نمبر: ۳۳۶۵ المؤلف : محمد بن یزید أبو عبد اللہ القزويني

الناشر : دار الفكر - بيروت تحقيق : محمد فؤاد عبد الباقي عدد الأجزاء : 2

⁵⁴ - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ۲ ص ۸۱ حدیث نمبر: ۱۲۸۶ المؤلف : أبو الحسين

مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري-

⁵⁵ - مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۱۳ حدیث نمبر: ۲۸۶۷، سنن ابن ماجہ ج ۷ ص ۲۴۱

حدیث نمبر: ۲۴۳۱ المؤلف: أبو عبد الله محمد بن یزید القزويني، وماجة اسم أبيه یزید

ترجمہ: اسلام میں نہ نقصان اٹھانے کی گنجائش ہے اور نہ نقصان پہونچانے کی، آدمی کو اگر ضرورت ہو تو اپنے پڑوسی کی دیوار پر لکڑی رکھ سکتا ہے۔

ضرر اور ضرار کو بعض حضرات نے مترادف قرار دیا ہے، جیسے قتل اور قتال کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے، لیکن اکثر علماء اور اصحاب لغت نے اس میں فرق کیا ہے، ماہرین لغت کے نزدیک ضرر اسم ہے اور ضرار فعل ہے، اس کی بہترین تشریح علامہ خشتیؒ نے کی ہے کہ انسان اپنے نفع کے لئے کوئی ایسا کام کرے جس سے دوسرے کو نقصان پہونچے، یہ ضرر ہے، اور ضرار یہ ہے کہ اس عمل سے اس کو خود کوئی نفع نہ ہو لیکن دوسرے کو نقصان پہونچے⁵⁶، علامہ ابن عبد البرؒ اور ابن الصلاح وغیرہ نے اسی معنی کو ترجیح دی ہے⁵⁷۔۔۔۔۔ ایک دوسری تشریح یہ کی گئی ہے کہ ضرر یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو نقصان پہونچائے جس نے اس کو نقصان نہیں پہونچایا اور ضرار یہ ہے کہ ایسے شخص کو نقصان پہونچائے جس نے اس

⁵⁶ - . التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد ج 20 ص 159 المؤلف : أبو عمر يوسف بن

عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى : 463هـ)

الحقق : مصطفى بن أحمد العلوى و محمد عبد الكبير البكرى الناشر : مؤسسة القرطبه - المنتقى ج 4 ص 41 المؤلف : أبو الوليد سليمان بن خلف بن سعد بن أيوب بن وارث الباجي الأندلسي (المتوفى : 474هـ)

⁵⁷ - النهاية في غريب الأثر - ابن الأثير [ج 3 ص 172 الكتاب : النهاية في غريب الحديث والأثر المؤلف : أبو السعادات المبارك بن محمد الجزري الناشر : المكتبة العلمية - بيروت ، 1399هـ - 1979م تحقيق : طاهر أحمد الزاوى - محمود محمد الطناحي عدد الأجزاء : 5 مصدر الكتاب : برنامج المحدث المجاني -

کو نقصان پہونچایا ہو⁵⁸،

☆ چنانچہ انسانی غذاؤں میں صرف ایسی چیزیں حلال کی گئی ہیں جو انسانوں کے لئے مضرت رساں نہ ہوں، قرآن کہتا ہے:

قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خَازِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ آه⁵⁹

ترجمہ: اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر نازل کردہ احکام میں کھانے والے کے لئے کوئی حرام چیز موجود نہیں ہے، الا یہ کہ وہ مردار، بہنے والا خون یا لحم خنزیر ہو کہ یہ گندی چیزیں ہیں۔

☆ راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانے کو صدقہ قرار دیا گیا، حضرت ابو ہریرہؓ ارشاد نبوی نقل فرماتے ہیں:

يَمِيطُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ⁶⁰

ترجمہ: راستہ سے گندگی کو دور کرنا صدقہ ہے۔

☆ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے روکا گیا، کہ یہ مفاد عامہ کی چیز ہے، اور اس سے آبی اور فضائی آلودگی پیدا ہوتی ہے:

عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَاءِ الرَّائِدِ⁶¹.

⁵⁸ - حوالہ بالا۔

⁵⁹ - الأنعام: 145

⁶⁰ - صحيح البخاري ج ٢ ص ٨٧٠ -

⁶¹ - صحيح مسلم ج ١ ص ١٦٢ حديث نمبر: ٢٨١ -

ترجمہ: حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بلکہ طبرانی کی روایت میں جاری پانی میں بھی پیشاب کرنے کی ممانعت آئی ہے جس کو حکم شرعی سے زیادہ اخلاقی ہدایت اور طہارت سے زیادہ نظافت کی حیثیت دی جائے گی:

عن جابر قال : نهي رسول الله أن يبال في الماء الجاري لم يرو هذا الحديث عن الأوزاعي إلا الحارث⁶²

اسی طرح مفاد عامہ کی جگہوں پر بھی استنجہ پیشاب پاخانہ کرنے سے منع کیا گیا:

اتقوا الملاعن الثلاث البراز في الموارد والظل وقارعة الطريق⁶³

ترجمہ: تین مقامات لعنت سے بچو: پانی پینے کے مقامات پر، سایہ دار جگہوں پر، اور راستوں پر غلاظت پھیلانے سے پرہیز کرو۔

حضرت حذیفہ بن اسیدؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

⁶² - المعجم الأوسط ج ۲ ص ۲۰۸ حدیث نمبر: ۱۷۹۹ المؤلف : أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني الناشر : دار الحرمين - القاهرة ، 1415 تحقيق : طارق بن عوض الله بن محمد , عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني عدد الأجزاء : 10

⁶³ - سنن ابن ماجه ج ۱ ص ۱۱۹ حدیث نمبر : ۳۲۸ المؤلف : محمد بن يزيد أبو عبد الله القزويني الناشر : دار الفكر بيروت تحقيق : محمد فؤاد عبد الباقي عدد الأجزاء : 2

من آذى المسلمين في طرقهم وجبت عليه لعنتهم⁶⁴

ترجمہ: جو مسلمانوں کو ان کے راستوں میں تکلیف پہونچائے ان پر ان کی لعنت واجب ہوگئی۔

☆ بلکہ عمومی مقامات (مثلاً مساجد وغیرہ) پر تھوکنے وغیرہ سے بھی روکا گیا ہے: ایک موقع پر اللہ کے رسول ﷺ نے مسجد کی دیواروں پر تھوک کے اثرات دیکھے تو چہرہ انور پر ناگواری محسوس کی گئی، پھر آپ نے خود اپنے دست مبارک سے اسے صاف کیا، اور آئندہ کے لئے تنبیہی ہدایات جاری فرمائیں⁶⁵۔

حضرت انس بن مالکؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں:

الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا⁶⁶

ترجمہ: مسجد میں تھوکننا گناہ ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا (یعنی اس کی تنظیف و تطہیر) ہے۔

ایک شخص کو حضور ﷺ نے دیوار مسجد پر تھوکنے کے جرم میں مسجد کی امامت سے معزول فرمادیا اور راوی کا خیال ہے کہ یہ بھی ارشاد فرمایا: -إِنَّكَ

⁶⁴ - المعجم الكبير ج ۳ ص ۱۷۹ حدیث نمبر: ۳۰۵۱ المؤلف: سليمان بن أحمد بن أيوب

أبو القاسم الطبراني الناشر: مكتبة العلوم والحكم - الموصل الطبعة الثانية، 1404 - 1983

تحقيق: حمدي بن عبد المجيد السلفي عدد الأجزاء: 20

⁶⁵ - صحيح البخاري ج ۱ ص ۱۵۹ حدیث نمبر: ۳۹۷ -

⁶⁶ - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ۲ ص ۷۶ حدیث نمبر: ۱۲۵۹ المؤلف: أبو الحسين

مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري -

آذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ - تم نے اللہ اور رسول کو تکلیف پہونچائی⁶⁷۔

اجتماعی مواقع پر عجلت کے مظاہرہ سے اجتناب

☆ اجتماعی مواقع (مثلاً حج وغیرہ) پر سکینت و سنجیدگی کی تعلیم دی گئی، کہ عجلت ولا پرواہی سے دوسروں کو تکلیف پہونچے گی، مثلاً عرفہ کے موقعہ پر ایک بار حضور ﷺ نے کچھ شور و غل کی آوازیں سنیں تو اپنے کوڑے سے اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيْضَاعِ⁶⁸

ترجمہ: لوگو! سکون کو لازم پکڑو، تیز چلنا نیکی نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

يَا عُمَرُ إِنَّكَ رَجُلٌ قَوِيٌّ لَا تَزَاحِمُ عَلَى الْحَجَرِ فَتُؤْذِي الضَّعِيفَ⁶⁹

ترجمہ: اے عمر: تم مضبوط آدمی ہو اس لئے حجر اسود کے استلام میں ایسی مزاحمت نہ کرنا کہ کسی کمزور کو تکلیف پہونچے۔

☆ پڑوسیوں کو تکلیف پہونچانے سے روکا گیا، حضرت ابو ہریرہؓ روایت

⁶⁷ - سنن أبي داود ج ١ ص ١٨١ حديث نمبر: ٤٨١٠ المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث

السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي - بيروت عدد الأجزاء : 4

⁶⁸ - صحيح البخاري ج ٢ ص ٦٠١ حديث نمبر : ١٥٨٧ -

⁶⁹ - مسند الإمام أحمد بن حنبل ج ١ ص ٢٨ حديث نمبر : ١٩٠ المؤلف : أحمد بن حنبل أبو

عبدالله الشيباني الناشر : مؤسسة قرطبة - القاهرة عدد الأجزاء : 6

کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقِهِ⁷⁰

ترجمہ: وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جس کے ضرر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں۔

نفع و ضرر کا توازن - فقہاء حنفیہ کے نزدیک

اس طرح کے بے شمار مسائل ہیں جو لا ضرر ولا ضرار کے اصول کے دائرے میں آتے ہیں، البتہ یہاں ایک اصولی بحث بھی پیش نظر رکھنا ضروری ہے، جس کا تذکرہ ہماری متعدد کتب فقہیہ میں کسی نہ کسی عنوان سے آیا ہے کہ:

کوئی شبہ نہیں کہ انسان کو قوت و اختیار سے نوازا گیا ہے، مختلف اشیا و املاک پر اس کی مالکانہ حیثیت تسلیم کی گئی ہے اور اپنی خاص ملکیت میں تصرفات کا حق بھی اسے دیا گیا، لیکن شریعت نے اس کے کچھ حدود بھی مقرر کئے ہیں، انسان کے گرد و پیش کئی حقوق ہیں، جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، مثلاً: پڑوس کا حق، راستہ کا حق، جانوروں اور چرند و پرند کے حقوق وغیرہ، انسان اپنی چیزوں سے نفع اٹھانے کا حق رکھتا ہے، لیکن اپنے حدود سے تجاوز کر کے دوسروں کو نقصان پہونچانے کا حق نہیں رکھتا، شخصی املاک پر انسان کے حق تصرف کا جواز تسلیم کرنے کے ساتھ لا ضرر ولا ضرار کی تعلیم دراصل انسان کو اسی نقطہ اعتدال پر لانے کی کوشش ہے

⁷⁰ - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ۱ ص ۴۹ حدیث نمبر : ۱۸۱ المؤلف : أبو الحسين

مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق : الناشر : دار الجليل بيروت + دار الأفاق

الجديدة - بيروت -

کہ جس میں انسان خود اپنی ہی چیزوں سے استفادہ سے محروم نہ رہ جائے اور نہ دوسروں کے لئے باعث ضرر بن جائے س، ایک طرف پڑوس کو ضرر پہونچانے سے روکا گیا تو دوسری طرف اس کو اپنے ضرر کے دفاع کا حق بھی دیا گیا ہے، مثلاً حق شفیعہ (الجار أحق بسقبة)⁷¹، اسی لئے فقہاء حنفیہ نے حدیث (لا ضرر ولا ضرار) کو عام مطلق کے بجائے عام مخصوص منہ البعض قرار دیا ہے، امام سرخسیؒ، علامہ ابن ہمامؒ اور کئی فقہاء نے اس کی وضاحت کی ہے کہ بظاہر لانی جنس کے لئے محسوس ہوتی ہے، اور حدیث ہر قسم کے ضرر کی نفی کرتی ہے، لیکن اگر اس کے عموم کا دائرہ اتنا وسیع کر دیا جائے گا تو انسان کے لئے دنیا میں زندگی دو بھر ہو جائے گی، کیونکہ کسی بھی جائز عمل سے کسی نہ کسی کو فی الجملہ ضرر پہونچنا عین ممکن ہے، جس سے بچنا بہت مشکل ہے، گھر میں پکوان کے دھوئیں اور خوشبو سے ایسے پڑوسی کو تکلیف پہونچ سکتی ہے جس کے گھر میں فقر و افلاس، مرض یا کسی مجبوری کی بنا پر کھانا نہیں پک سکا، راستہ چلتے ہوئے سواری یا گاڑی کی دھول بازو کے گھروں یا دکانوں تک پہونچتی ہے وغیرہ۔۔۔

اسی طرح شرعی حدود و تعزیرات کا تمام تر نظام بھی معطل ہو کر رہ جائے گا، اس لئے کہ جس پر سزا جاری کی جاتی ہے اس کو بالیقین تکلیف پہونچتی ہے،۔۔۔۔ دوسری طرف انسانوں کو اپنی ذاتی املاک پر جو حق ملکیت دیا گیا ہے وہ بھی بے معنی ہو کر رہ جائے گا، مثلاً کسی کی اپنی زمین میں کوئی سایہ دار درخت ہے جس

سے اس کا پڑوسی بھی سایہ حاصل کرتا ہو، ضرورت کے وقت اس کو اس درخت کے قطع و برید سے صرف اس لئے روک دیا جائے کہ اس کا پڑوسی سایہ سے محروم ہو جائے گا، یہ انسان کو اپنی ملکیت خاصہ میں تصرف سے روکنا ہے، اور ایک ضرر کو روکنے کے لئے دوسرا بڑا ضرر (ظلم) قبول کرنا ہے، اسی لئے حنفیہ کے نزدیک لاضرر میں ہر ضرر شامل نہیں ہے بلکہ مخصوص قسم کا ضرر مراد ہے، یعنی ضرر بین یعنی واضح اور بڑا نقصان، جس کی مضرت کو ہر شخص محسوس کر سکتا ہو، حدیث کی اس تشریح سے ایک نقطہ اعتدال سامنے آتا ہے، یعنی اصول کے مطابق تو انسان کو اپنی ملکیت خاصہ میں مطلق تصرف کا اختیار حاصل ہے، خواہ اس سے کسی کو کچھ بھی نقصان پہونچے، اس کی کوئی ذمہ داری صاحب تصرف پر نہیں ہوگی، اس لئے کہ شریعت مطہرہ انسانی ملکیت کو تسلیم کرتی ہے، زکوٰۃ و صدقات، وقف اور جملہ مالی عبادات و معاملات کی بنیاد اسی پر ہے، دوسری طرف حدیث لاضرر بظاہر انسان کو ہر ایسے عمل سے روکتی ہے جس سے کسی کو تھوڑی سی بھی تکلیف پہونچے، پس دونوں کے درمیان نقطہ تطبیق یہ ہے کہ حدیث کا مصداق ایسا عمل ہے جو ضرر فاحش یا غیر عادی اعمال کے دائرے میں آتا ہو، نہ کہ مطلق ضرر، کیونکہ اگر شخصی املاک میں انسانی تصرفات کو بالکلیہ محدود کر دیا جائے، تو یہ اصحاب اموال و املاک کا ضرر ہے، جو اس حدیث کی منشا کے خلاف ہے، کہ جب حدیث ہر ضرر کی نفی کرتی ہے تو اصحاب اموال کو ضرر سے دوچار کرنے کا کیا جواز ہو سکتا ہے؟⁷²: امام سرخسیؒ

⁷² - حنفیہ کے یہاں مفتی بہ قول یہی ہے، البتہ بعض کتابوں میں مطلق ضرر پر ہی مسئلہ کی بنیاد رکھی گئی ہے، بڑے اور

رقم طراز ہیں: (اَلَا تَرَى) اَنْ مَنْ

اَتَجَرَ فِي حَانُوتِهِ نَوْعَ تِجَارَةٍ لَمْ يُمْنَعْ مِنْ ذَلِكَ ، وَإِنْ كَانَتْ تُكْسِدُ
بِسَبَبِهِ تِجَارَةً وَأَنْ أَصْحَابَ الْحَوَانِيتِ يَتَأَذُّونَ بِغُبَارِ سَنَابِكِ الدَّوَابِّ
الْمَارَّةِ وَأَنْ يَتَأَذَّى الْمَارَّةُ بِدُخَانِ نِيرَانِهِمُ الَّتِي يُوقِدُونَهَا فِي حَوَانِيتِهِمْ ،
ثُمَّ لَيْسَ لِلْبَعْضِ مَنَعُ الْبَعْضِ مِنْ ذَلِكَ وَلِلْإِنْسَانِ أَنْ يَسْقِيَ أَرْضَهُ وَلَيْسَ
لِجَارِهِ أَنْ يَمْنَعَهُ مِنْ ذَلِكَ مَخَافَةَ أَنْ يَقِلَّ مَاءُ بَيْتِهِ فَعَرَفْنَا أَنَّ الْمَالِكَ
مُطْلَقُ التَّصَرُّفِ فِيمَا هُوَ خَالِصُ حَقِّهِ ، وَإِنْ كَفَّ عَمَّا يُؤْذِي جَارَهُ
كَانَ أَحْسَنَ لَهُ { قَالَ : صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ يُوصِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُورَّثُهُ } وَالتَّحَرُّزُ عَنْ سُوءِ
الْمُجَاوِرَةِ مُسْتَحَقٌّ دَيْنًا وَلَكِنَّهُ لَا يُجْبَرُ عَلَى ذَلِكَ فِي الْحُكْمِ⁷³ .

علامہ ابن ہمام تحریر فرماتے ہیں:

وأما قوله صلى الله عليه وسلم لا ضرر ولا ضرار فلا شك
أنه عام مخصوص للقطع بعدم امتناع كثير من الضرر كالتعازير
والحدود ونحو مواظبة طبخ ينتشر به دخان قد ينحبس في خصوص
أماكن فيتضرر به جيران لا يطبخون لفقرهم وحاجتهم خصوصا إذا

چھوٹے کافر نہیں کیا گیا، جیسا کہ علامہ شامی نے فتاویٰ خیر یہ کا حوالہ دیا ہے اور فتاویٰ خیر یہ میں فتاویٰ عمادیہ اور فتاویٰ
تاتار خانیہ کے حوالے سے یہ بات لکھی گئی ہے، لیکن شامی کہتے ہیں کہ میں نے جب فتاویٰ عمادیہ کا مقابلہ کیا تو اس میں
مجھے "مطلقاً" کا لفظ نہیں ملا، شامی اس کو سبقت قلم قرار دیتے ہیں (فتاویٰ شامی ج ۵ ص ۴۴۹)۔

⁷³ - المبسوط للسرخسي ج ۱۵ ص ۳۷ تأليف: شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل

السرخسي دراسة وتحقيق: خليل محي الدين الميس الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع،

بيروت، لبنان الطبعة الأولى، 1421ھ - 2000م

كان فيهم مريض يتضرر به وكما أريناك من الضرر بقطع الشجرة المملوكة للقاطع فلا بد أن يحمل على خصوص من الضرر وهو ما يؤدي إلى هدم بيت الجار ونحوه من الضرر البين الفاحش⁷⁴۔

علامہ زیلعیؒ رقمطراز ہیں:

(قَوْلُهُ وَقَالَ الْفَقِيه أَبُو اللَّيْثِ رَحِمَهُ اللَّهُ يُجْبَرُ فِي زَمَانِنَا) قَالَ الْعِمَادِيُّ وَالْحَاصِلُ أَنَّ فِي هَذِهِ الْمَسَائِلِ وَأَجْنَاسِهَا الْقِيَاسُ أَنَّ كُلَّ مَنْ تَصَرَّفَ فِي خَالِصِ مِلْكِهِ لَا يُمْنَعُ مِنْهُ فِي الْحُكْمِ وَإِنْ كَانَ يُلْحَقُ ضَرَرًا بِالْغَيْرِ، لَكِنْ تَرَكَ الْقِيَاسُ فِي مَوْضِعٍ يَتَعَدَّى فِيهِ ضَرَرُ تَصَرُّفِهِ إِلَى غَيْرِهِ ضَرَرًا بَيْنًا وَقِيلَ بِالْمَنْعِ وَبِهِ أَخَذَ كَثِيرٌ مِنْ مَشَايخِنَا وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى.⁷⁵

مندرجہ بالا عبارات کا مفہوم وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا، اس لئے تطویل سے بچنے کے لئے ترجمہ سے احتراز کیا گیا۔

ضرر فاحش کا معیار

ضرر بین اور ضرر فاحش کی تشریح علامہ شامیؒ وغیرہ نے یہ کی ہے کہ

⁷⁴ - شرح فتح القدیر ج ۷ ص ۳۲۶ کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی سنة الولادة /

سنة الوفاة 681ھ - الناشر دار الفكر مكان النشر بيروت عدد الأجزاء

⁷⁵ - تبیین الحقائق شرح کثر الدقائق وحاشیة الشلبي ج ۴ ص ۱۹۶ المؤلف : عثمان بن علي بن

محجن البارعی ، فخر الدین الزیلعي الحنفی (المتوفى : 743 هـ) الحاشية : شهاب الدین أحمد بن

محمد بن أحمد بن یونس بن إسماعیل بن یونس الشلبي (المتوفى : 1021 هـ) الناشر : المطبعة الكبرى

الأميرية - بولاق ، القاهرة الطبعة: الأولى، 1313 هـ

جو عمل کسی مکان کے انہدام کا سبب بنے، یا بالکل انتفاع مسدود ہو جائے یعنی حوائج اصلیہ کا پورا کرنا بھی ممکن نہ رہے، مثلاً روشنی بالکل ختم ہو جائے کہ انسان میں دن میں بھی کچھ نہ لکھ سکے، ہوا کی آمد بند ہو جائے اور گھٹن محسوس ہونے لگے، باہر نکلنے کی کوئی سبیل باقی نہ رہے وغیرہ، یہ ضرر فاحش ہے:

والحاصل أن القياس في جنس هذه المسائل أن يفعل المالك ما بدا له مطلقاً لأنه متصرف في خالص ملكه لكن ترك القياس في موضع يتعدى ضرره إلى غيره ضرراً فاحشاً وهو المراد بالبين وهو ما يكون سبباً للهدم أو يخرج عن الانتفاع بالكلية وهو ما يمنع الحوائج الأصلية كسد الضوء بالكلية واختاروا الفتوى عليه، فأما التوسع إلى منع كل ضرر ما فيسد باب انتفاع الإنسان بملكه كما ذكرنا قريباً
هـ ملخصاً⁷⁶

فقہاء نے حوائج اصلیہ اور حوائج زائدہ میں فرق کیا ہے، مثلاً جس طرح روشنی انسان کی حاجت اصلیہ ہے تو مکان میں دھوپ یا ہوا کی آمد اس کی حاجت زائدہ ہے، مکان میں ایک کھڑکی سے روشنی آرہی ہے تو دوسری کھڑکی کی حاجت حاجت زائدہ ہے وغیرہ، دوسروں کے ضرر کی رعایت حاجت اصلیہ کی حد تک کی جائے گی، حاجت زائدہ میں نہیں، علامہ محمود مازہؒ تحریر فرماتے ہیں:

والفرق: أن في مسألة البيت الذي يريد البناء يمنع صاحبه

⁷⁶ - حاشیہ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار فقہ أبو حنیفہ ج ۵ ص ۴۴۹ ابن عابدین. الناشر دار الفكر للطباعة والنشر. سنة النشر 1421هـ - 2000م.
مکان النشر بیروت. عدد الأجزاء 8 -

عن الضوء والضوء من الحوائج الأصلية، وفي مسألتنا يمنع عن الشمس والرياح وذلك من الحوائج الزائدة⁷⁷.

علامہ شامیؒ رقمطراز ہیں:

فعلى هذا لو كان للمكان كوتان مثلاً فسد الجار ضوء أحدهما بالكلية لا يمنع إذا كان يمكن الكتابة بضوء الأخرى والظاهر أن ضوء الباب لا يعتبر لأنه يحتاج لغلقة لبرد ونحوه كما حررته في تنقيح الحامدية⁷⁸

اسی طرح ایسے اعمال جن کا رواج نہ ہو یا خلاف عادت ہو مثلاً رہائشی علاقے میں کوئی شخص تجارتی تنور، یا آٹا چکی یا لاندری وغیرہ کھول دے جن سے آس پاس کے لوگ مسلسل اذیت اور تنگی محسوس کریں، ان کو بھی فقہاء نے ضرر فاحش میں شمار کیا ہے، لیکن اگر یہی چیزیں رہائشی کے بجائے آبادی سے باہر یا صنعتی علاقے میں قائم کی جائیں، جہاں ہر طرف اسی طرح کی چیزیں چل رہی ہوں تو پھر ان کو ضرر فاحش کے زمرہ میں داخل نہیں کیا جائے گا اور ان پر قانونی پابندی بھی عائد نہیں کی جائے گی، گو کہ اس کے مضرات وہاں آس پاس کی آبادی تک فی الجملہ پہنچتے ہوں، شامی لکھتے ہیں:

⁷⁷ - المحيط البرهاني ج ٧ ص ٢٩٦ المؤلف : محمود بن أحمد بن الصدر الشهيد النجاري برهان

الدين مازہ المحقق : الناشر : دار إحياء التراث العربي الطبعة :

⁷⁸ - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ٥ ص ٢٢٩ ابن

عابدين. الناشر دار الفكر للطباعة والنشر. سنة النشر 1421هـ - 2000م.

مكان النشر بيروت. عدد الأجزاء 8 -

وفیه أراد أن یبني فی داره تنورا للخبز دائماً أو رخی للطحن أو مدقة للقصارین یمنع عنه لتضرر جیرانه ضرراً فاحشاً وفیه لو اتخذ داره حماماً ویتأذى الجیران من دخانها فلهم منعه إلا أن یکون دخان الحمام مثل دخان الجیران۔⁷⁹ وفی البحر و ذکر الرازی فی کتاب الاستحسان لو أراد أن یبني فی داره تنورا للخبز الدائم کما یکون فی الدکاکین أو رخی للطحن أو مدقات للقصارین لم یجز لأنه یضر بجیرانه ضرراً فاحشاً لا یمکن التحرز عنه فإنه یأتی منه الدخان الكثير والرحی والدق یوهن البناء بخلاف الحمام لأنه لا یضر إلا بالندوة و یمکن التحرز عنه بأن یبني حائطاً بینہ وبين جاره وبخلاف التنور المعتاد فی البیوت ا هـ۔⁸⁰

وإن أراد أن یعمل فی داره تنوراً صغیراً علی ما جرت به العادة جاز۔⁸¹

واضح رہے کہ عادت کے مفہوم میں جہاں عوامی رجحانات آتے ہیں وہیں حکومتی ہدایات و تعینات بھی شامل ہیں، یعنی اگر کوئی شخص حکومتی تعینات کی خلاف

⁷⁹ -- حاشیة رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار فقہ أبو حنیفة ج ۵ ص ۲۳۷ ابن عابدین۔ الناشر دار الفكر للطباعة والنشر۔ سنة النشر 1421ھ - 2000م۔ مکان النشر بیروت۔ (عدد الأجزاء 8)

⁸⁰ - حاشیة رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار فقہ أبو حنیفة ج ۵ ص ۲۳۹ ابن عابدین۔ الناشر دار الفكر للطباعة والنشر۔ سنة النشر 1421ھ - 2000م۔ مکان النشر بیروت۔ (عدد الأجزاء 8)

⁸¹ - المیحت البرہانی ج ۷ ص ۲۹۲ المؤلف : محمود بن أحمد بن الصدر الشہید النجاری برہان الدین مازہ الحق : الناشر : دار إحياء التراث العربی الطبعة :

ورزی کرتے ہوئے ایسے علاقے میں دھواں خیزی یا کثافت انگیز فیکٹری قائم کرے جہاں حکومت نے صنعتی کارخانہ کی اجازت نہیں دی ہے تو یہ بھی خلاف عادت میں داخل ہو گا اور اس کو تعدی قرار دیا جائے گا۔

ضرر پہنچنے کی صورت میں مروج اعمال و تصرفات پر فقہاء حنفیہ قانونی پابندی تو عائد نہیں کرتے، اور نہ ان سے پہنچنے والے نقصانات کو قابل ضمان قرار دیتے ہیں:

وَهُوَ نَظِيرُ مَا لَوْ أَوْقَدَ النَّارَ فِي أَرْضِهِ فَوَقَعَ الْحَرِيقُ بِسَبَبِ ذَلِكَ فَإِنَّهُ لَا يَكُونُ ضَامِنًا لِكَوْنِهِ مُتَصَرِّفًا فِي خَالِصٍ مِلْكِهِ ، وَكَذَلِكَ لَوْ نَزَّتْ أَرْضُ جَارِهِ مِنْ هَذَا الْمَاءِ⁸²

قال رحمه الله (اتخذ بئرا في ملكه أو بالوعة فتر منها حائط جاره فطلب تحويله لا يجبر عليه وإن سقط الحائط منه لم يضمن) لأنه تصرف في خالص ملكه ولأن هذا تسبب وبه لا يجب الضمان إلا إذا كان متعديا كوضع الحجر على الطريق واتخاذ ذلك في ملكه ليس بتعد فلا يضمن⁸³

لیکن ممکنہ اخلاقی قواعد و ضوابط اور دفاعی بندشوں کا وہ انکار نہیں کرتے: و كذلك لصاحب الحائط أن يفتح فيه بابا وإن تأذى جاره لما

⁸² - المبسوط للسرخسي ج ٢٣ ص ٣٣٠ تأليف: شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي دراسة وتحقيق: خليل محي الدين الميس الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان الطبعة الأولى، 1421هـ - 2000م

⁸³ - البحر الرائق شرح كثر الدقائق ج ٨ ص ٥٥٣ زين الدين ابن نجيم الحنفي سنة الولادة 926هـ / سنة الوفاة 970هـ الناشر دار المعرفة مكان النشر بيروت -

ذکرنا ، والكف عما يؤذي الجار أحسن⁸⁴ .

فَعَرَفْنَا أَنَّ الْمَالِكَ مُطْلَقُ التَّصَرُّفِ فِيمَا هُوَ خَالِصُ حَقِّهِ ، وَإِنْ كَفَّ عَمَّا يُؤْذِي جَارَهُ كَانَ أَحْسَنَ لَهُ---- وَالتَّحَرُّزُ عَنْ سُوءِ الْمُجَاوِرَةِ مُسْتَحَقُّ دَيْنًا وَلَكِنَّهُ لَا يُجْبَرُ عَلَى ذَلِكَ فِي الْحُكْمِ⁸⁵ .

دفاعی تدبیر کی ایک نظیر وہ واقعہ ہے جس کا ذکر متعدد دکتب فقہ میں موجود ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ میرے پڑوسی نے اپنے گھر میں ایک برف خانہ قائم کیا ہے، (جس کی سیلن میری دیواروں تک آتی ہے) تو امام صاحب نے اس کو مشورہ دیا کہ تم اپنے احاطے میں ایک بھٹی ڈال لو اس کا برف خانہ خود ہی پگھل جائے گا،⁸⁶

وَالْحِيلَةُ لِلْجَارِ أَنْ يَتَصَرَّفَ فِي مِلْكٍ عَلَى وَجْهِ يَدْفَعُ بِهِ ضَرَرًا عَنْ نَفْسِهِ وَيَحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَقْصُودِهِ عَلَى مَا حُكِيَ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالَ : إِنَّ جَارِي اتَّخَذَ مُجَمَّدَةً بِجَنْبِ

⁸⁴ - الاختيار لتعليل المختار ج ٢ ص ٨٢ المؤلف : عبد الله بن محمود بن مودود الموصلی الحنفی دار النشر : دار الكتب العلمية - بيروت / لبنان - 1426 هـ - 2005 م الطبعة : الثالثة تحقيق : عبد اللطيف محمد عبد الرحمن عدد الأجزاء ٥-

⁸⁵ - المبسوط للسرخسي ج ١٥ ص ٣٧ تأليف : شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي دراسة وتحقيق : خليل محي الدين الميسر الناشر : دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع ، بيروت ، لبنان الطبعة الأولى ، 1421 هـ - 2000 م .

⁸⁶ - بعض کتابوں میں کنواں کا تذکرہ ہے، کہ پڑوس کے شخص نے کنواں کھود دیا تھا، حضرت نے مشورہ دیا کہ تم بھی اس کنویں کے قریب ایک حوض کھودو (جامع الفصولین لابن قاضی سماوة محمود بن اسرائیل ج ٢ ص ١٩٣ طبع اول مطبعة الكبرى الاميرية بولاق مصر ١٣٠٠ هـ ، البحر الرائق لابن نجيم ج ٧ ص ٣٣)

حَائِطِي فَقَالَ اتَّخِذْ أَنْتَ أَثْوَنًا بِجَنْبِ الْحَائِطِ لِيُذِيبَ هُوَ مَا يَجْمَعُ مِنَ الْجَمْدِ⁸⁷

اس سے یلگو نہ احتیاطی تدابیر اور دفاعی قواعد کی گنجائش نکلتی ہے۔

مشترکہ مفادات کے خلاف کوئی ضرر قابل برداشت نہیں

البتہ مشترکہ حقوق و منافع اور مفاد عامہ کی چیزوں میں حنفیہ خالص ذاتی اشیاء کے بالمقابل زیادہ حساس ہیں، ان میں مطلق ضرر ہی ان کے نزدیک قابل ممانعت ہے، قطع نظر اس سے کہ وہ ضرر فاحش ہے یا نہیں، کیونکہ ان چیزوں میں ہر ایک کی فی الجملہ شرکت پائی جاتی ہے اس لئے ہر تصرف کا ضرر سے پاک ہونا ضروری ہے:

☆ اس کی ایک مثال کئی منزلہ عمارت ہے، اس میں پختی منزل والوں کو اپنی دیواروں میں کوئی بھی تصرف صرف اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ بالائی منزل کو کوئی گزند نہ پہونچے، خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا، اور اس کی توجیہ یہی کی گئی ہے کہ تحتانی منزل کی درو دیواروں پر گو کہ ملکیت بالائی منزل والوں کی نہیں ہے لیکن ان کا حق ان سے ضرور وابستہ ہے، اس لئے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بالائی منزل والوں کی مرضی کے بغیر تحتانی منزل والے کوئی تصرف نہیں کر سکتے۔

وقد يجاب بأن المسألة المتقدمة ليست من فروع هذه القاعدة

⁸⁷ - المسبوط للسرخسي ج ١٥ ص ٣٧ تأليف: شمس الدين أبو بكر محمد بن أبي سهل السرخسي

دراسة وتحقيق: خليل محي الدين الميسر الناشر: دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان

الطبعة الأولى، 1421هـ - 2000م.

فإن ما هنا في تصرف الشخص في خالص ملكه الذي لاحق للجار فيه وما مرفي تصرفه فيما فيه حق للجار فإن السفل وإن كان ملكاً لصاحبه إلا أن لذي العلو حقاً فيه فلذا أطلق المنع فيه ولذا لو هدم ذو السفل سفله يؤمر بإعادته بخلاف ما هنا هذا مظهر لي فاغتتمه⁸⁸.

ثم قيل : أبو حنيفة بنى على أصله أنه ليس لصاحب العلو أن يبني على علوه إلا برضى صاحبه ، وعندهما يجوز . وقيل أجاب على عادة أهل الكوفة في اختيارهم السفل على العلو⁸⁹.

وعند أبي حنيفة الأصل الحظر لأنه تصرف في محل تعلق به حق محترم للغير ، وقال شيخ الإسلام إذا اشكل تصرف صاحب العلو ، وهل يضر بالسفل أو لا ؟ لا يملكه بالاتفاق ، وقال الصدر الشهيد المختار إذا اشكل لا يملكه وإذا لم يضر يملكه⁹⁰.

* اس کی دوسری مثال راستہ پر تصرف کرنا ہے مثلاً کوئی عام راستہ پر بیت الخلاء بنالے ، یا پر نالہ کھول دے جس کا پانی راستے پر گرتا ہو ، یا راستہ پر دکان ڈال دے وغیرہ ، فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر اس سے عام لوگوں کو نقصان نہ پہونچے تو حرج نہیں ورنہ اس پر پابندی عائد کی جائے گی اور اس کا توڑنا واجب قرار پائے گا ، نہ مانے تو

⁸⁸ - حاشیہ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار فقہ أبو حنیفہ ج ۵ ص ۴۴۹ ابن

عابدین . الناشر دار الفکر للطباعة والنشر . سنة النشر 142ھ - 2000م .

مكان النشر بیروت . عدد الأجزاء 8 . كذا فی فتاویٰ قاضی خان بہامش الہندیہ ج ۳ ص ۱۱۷ .

⁸⁹ - . الاختیار لتعلیل المختار ج ۲ ص ۸۲ المؤلف : عبد اللہ بن محمود بن مودود الموصلي الحنفي

دار النشر : دار الكتب العلمية - بیروت / لبنان - 1426ھ - 2005 م الطبعة : الثالثة تحقیق

: عبد اللطيف محمد عبد الرحمن عدد الأجزاء / 5 [ترقيم الشاملة موافق للمطبوع]

⁹⁰ - فتح القدير ج ۷ ص ۳۲۱، ۳۲۲ .

اس کے خلاف عدالت میں استغاثہ کیا جائے گا۔۔۔۔۔ اسی طرح مخصوص راستے جو چند لوگوں میں مشترک ہوتے ہیں ان میں بھی تمام شرکاء کی رضامندی ضروری ہے، خواہ ضرر ہو یا نہ ہو:

من أحدث في طريق العامة كنيفا أو ميزابا أو جرصنا
الجرصن قيل هو البرج وقيل جذع يخرج من الإنسان من الحائط لبني
عليه وقيل هو مجرى ماء يركب في الحائط وهو بضم الجيم وسكون
الراء المهملة وضم الصاد المهملة أو دكانا وسعه ذلك إن لم يضر بهم
أي بالعامة لأن الطريق معد للتطرق فله الانتفاع ما لم تتضرر العامة
به۔۔۔۔۔ وفي الطريق الخاص لا يسعه بلا إذن الشرکاء وإن لم يضر⁹¹۔
عام راستے میں حکومت بہت حد تک مجاز ہوتی ہے، لیکن فقہاء نے لکھا ہے
کہ اگر عام لوگوں کے لئے باعث ضرر ہو تو حکومت کو بھی اجازت نہیں دینی چاہئے
، ایسی صورت میں اگر حکومت کی اجازت سے بھی کوئی شخص بنائے گا تو بھی گنہ گار
ہوگا⁹²۔

البتہ مردہ راستہ جس پر بہت کم لوگ چلتے ہوں، اس میں لوگوں کے چلنے
کے بقدر جگہ چھوڑ کر کچھ کیا جائے مثلاً غلہ سکھانے کے لئے کوئی استعمال کرے یا

⁹¹ - مجمع الأثر في شرح ملتقى الأبحر ج ۴ ص ۳۶۰ عبد الرحمن بن محمد بن سليمان الكليوبي
المدعو بشيخي زاده سنة الولادة / سنة الوفاة 1078ھ تحقيق خرج آياته وأحاديثه خليل عمران
المنصور الناشر دار الكتب العلمية سنة النشر 1419ھ - 1998م مكان النشر لبنان/ بيروت عدد
الأجزاء 4 .

⁹² - حاشية ابن عابدين ج ۲ ص ۵۹۳ .

درخت لگا دے وغیرہ اور لوگوں کو دقت نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے⁹³۔

شافعیہ کے یہاں ضرر کا تصور

شافعیہ بھی اس باب میں حنفیہ کے ہم خیال ہیں، حضرت امام شافعیؒ نے حدیث پاک "لا ضرر ولا ضرار" کی جو تشریح کی ہے، اس سے ان کا نقطہ نظر صاف معلوم ہوتا ہے، امام شافعیؒ کی رائے میں یہ حدیث کلام مجمل کے درجہ میں ہے اور اس کی بنیاد پر انسان کی ملکیت خاصہ کا انکار نہیں کیا جاسکتا، جو کہ واضح مسلمات میں سے ہے، امام شافعیؒ کے نزدیک لا ضرر کا مفہوم یہ ہے کہ کسی انسان کی ملکیت میں زیادتی نہیں کی جائے گی، اور اس کے مالی واجبات مقررہ حد سے زیادہ وصول نہیں کئے جائیں گے اور لا ضرار کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو اپنے مال کے منافع سے محروم نہیں کیا جائے گا، ہر شخص اپنے مالی تصرفات میں نفع و نقصان کا خود مالک ہے، نہ اس کو کسی کام کے کرنے نہ کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور نہ اس کے اعمال کی جوابدہی کسی دوسرے کے سر ہوگی⁹⁴۔

اسی تصور کی بنیاد پر فقہ شافعی میں یہ صراحت کی گئی ہے کہ:

وكذا لو حفر بئرا في ملكه فتندی جدار جاره فانهدم، أو غار ماء بئرہ أو حفر بالوعة فتغير ماء بئر الجار، فلا شيء عليه، لان الملاك لا يستغنون عن مثل هذا⁹⁵۔

⁹³ - فتاویٰ قاضی خان ج ۳ ص ۱۱۸۔

⁹⁴ - کتاب الام ج ۳ ص ۲۲۲۔

⁹⁵ - روضة الطالبین وعمدة المفتین ج ۷ ص ۱۷۵ المؤلف : أبو زکریا محبی الدین یحییٰ بن شرف النووی (المتوفی : 676ھ) [اختصرہ النووی من کتاب الرافعی ت 623ھ] المسمى (الشرح

اگر کسی شخص نے اپنے مملوکہ احاطے میں کنواں کھودوایا اور اس کے زیر اثر پڑوس کے مکان کی دیوار گر گئی، تو اس کا ضمان کنواں والے پر نہیں ہوگا، اس لئے کہ اصحاب ملکیت اس قسم کی ضرورتوں سے بے نیاز نہیں رہ سکتے۔

البتہ یہ حکم اس وقت ہے جب کہ ان تصرفات میں کوئی تعدی اور زیادتی نہ پائی گئی ہو، جس کی ایک علامت یہ ہے کہ عادت یعنی معروف حدود سے تجاوز نہ کیا گیا ہو: علامہ نوویؒ رقمطراز ہیں:

لوحفر بئرا متعدیا فتلف بها إنسان بعد موته يجب الضمان⁹⁶
ولو قصر فخالف العادة في سعة البئر ضمن فإنه إهلاك
وليكن كذلك إذا قرب الحفر من الجدار على خلاف العادة⁹⁷
قلیوبیؒ لکھتے ہیں:

الكبير) الذي شرح به كتاب (الوجيز) للغزالي (المتوفى : 505 هـ) [الحقق : عادل أحمد عبد الموجود - على محمد معوض الناشر : دار الكتب العلمية الطبعة : غير متوفر عدد الأجزاء : 8 -- كذا في مغني المحتاج إلى معرفة ألفاظ المنهاج ج ١٠ ص ١٣ المؤلف : محمد بن أحمد الخطيب الشربيني (المتوفى : 977 هـ)

[هو شرح متن منهاج الطالبين للنووي (المتوفى 676 هـ) - وكذا في الحاوي في فقه الشافعي ج ١٢ ص ١٢٦ المؤلف : أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي (المتوفى : 450 هـ) الناشر : دار الكتب العلمية الطبعة : الأولى 1414 هـ - 1994 عدد الأجزاء : 18 من غير المقدمة والفهارس -

⁹⁶ - روضة الطالبين وعمدة المفتين ج ١١ ص ٢٩ النووي الناشر المكتب الإسلامي سنة النشر 1405 مكان النشر بيروت عدد الأجزاء 12 -

⁹⁷ - روضة الطالبين وعمدة المفتين ج ٩ ص ٣١٩ النووي الناشر المكتب الإسلامي سنة النشر 1405 مكان النشر بيروت عدد الأجزاء 12 -

وَيَتَصَرَّفُ كُلُّ وَاحِدٍ (مِنْ الْمُلْكَ) (فِي مِلْكِهِ عَلَى الْعَادَةِ)
وَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ إِنْ أَفْضَى إِلَى تَلَفٍ (فَإِنْ تَعَدَّى) الْعَادَةَ (ضَمِنَ) مَا
تَعَدَّى فِيهِ (وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ يَجُوزُ أَنْ) (يَتَّخِذَ دَارِهِ الْمَحْفُوفَةَ بِمَسَاكِنِ
حَمَامًا وَإِصْطَبَلًا) وَطَاحُونَةً (وَحَائِثُوتُهُ فِي الْبَزَازِينَ حَائِثُوتٌ حَدَادٍ)
أَوْ قَصَّارٍ (إِذَا احْتَاطَ وَأَحْكَمَ الْجُدْرَانَ) بِمَا يَلِيقُ بِمَقْصُودِهِ ،
وَالثَّانِي يَمْتَنَعُ ذَلِكَ لِمَا فِيهِ مِنَ الضَّرَرِ وَعُورِضٍ بَأَنَّ فِي مَنَعِهِ إِضْرَارًا
بِهِ⁹⁸ -

اسی لئے شوافع کسی کی دیوار پر بلا اجازت لکڑی رکھنے کی اجازت نہیں
دیتے، جب کہ حدیث میں اجازت دینے کی تلقین کی گئی ہے شوافع اس کو استحباب
پر محمول کرتے ہیں⁹⁹۔

اس طرح حنفیہ کے یہاں جو بات ضرر بین یا ضرر فاحش کے الفاظ میں کہی
گئی تھی وہ فقہ شافعی میں تعدی کے لفظ سے ادا کی گئی ہے، اسی طرح المعتاد یا مثلہم
وغیرہ کی تعبیرات حنفیہ کے یہاں بھی ہیں اور شافعیہ کے یہاں بھی، حنفیہ بھی
خلاف معتاد کام کرنے کو ضرر فاحش شمار کرتے ہیں، جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے
، حنفیہ کے یہاں بھی جس طرح اصل مذہب اور مفتی بہ رائے میں فرق ہے، اسی

⁹⁸ - حاشیتا قلیوبی وعمیرة ج ۹ ص ۴۲۷ المؤلف : شهاب الدین القلیوبی (المتوفی : 1069 هـ)

وأحمد البرلسی عمیرة (المتوفی : 957 هـ) [هي حاشية على كتاب المنهاج للنووي (المتوفی : ت

676 هـ)]

⁹⁹ - نهاية المحتاج ج ۷ ص ۴۰۴۔

طرح امام شافعیؒ کے یہاں بھی قول قدیم اور قول جدید میں فرق ہے¹⁰⁰، اس طرح فکری اعتبار سے دونوں مکاتب فقہ اس باب میں پوری طرح متفق ہیں۔

البتہ اس باب میں مالکیہ اور حنابلہ کے یہاں بظاہر زیادہ توسع بتایا جاتا ہے، کہ وہ حدیث (لا ضرر) کو پورے عموم میں لیتے ہیں، اور اس ضمن میں جس قدر روایات و آثار منقول ہیں ان کو قانونی درجہ دیتے ہیں، حنفیہ اور شافعیہ بھی ان روایات و آثار کے منکر نہیں ہیں، اور نہ ان کی قانونی حیثیت کا انکار کرتے ہیں، البتہ تعبیر و تشریح اور مواقع استعمال کا فرق کرتے ہیں، لیکن میرے تجزیہ کے مطابق چند جزئیات کو چھوڑ کر نتیجہ اور مآل کے اعتبار سے مالکیہ اور حنابلہ کے تصورات میں بھی کوئی بہت زیادہ فرق نہیں ہے۔

مالکیہ کے یہاں تصور ضرر

مالکیہ کے نزدیک اگر کسی کے عمل سے دوسرے کو ضرر پہونچتا ہے تو گو کہ وہ اپنی خاص ملکیت میں عمل کر رہا ہو لیکن اس پر قانونی پابندی عائد کی جائے گی، مثلاً کسی کی زمین میں کنواں پہلے سے ہے، اور اس کے پڑوسی نے اس کے قریب اپنی زمین میں کنواں کھود دیا جس سے اس کے کنویں کا پانی خشک یا کم ہو گیا تو یہ ضرر ہے اور اس کے پڑوسی کو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی، اور اس کو اپنا کنواں بند کرنا پڑے گا، حضرت امام مالکؒ اس قسم کے نقصانات کو قابل ضمان بھی مانتے ہیں، المدونۃ الکبریٰ میں ہے:

¹⁰⁰ نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج ج ۷ ص ۴۰۷۔

أرأيت لو أن رجلا حفر بئرا بعيدة عن؛ بئر جار له، وكان أحياءها قبل ذلك فانقطع ماء البئر الأولى وعلم أنه إنما انقطع من حفر هذه البئر الثانية، أيقضى له على هذا بردم البئر الثانية أم لا في قول مالك؟ قال: قال مالك: للرجل أن يمنع ما يضر ببئره، فإذا كان له أن يمنع فله أن يقوم على هذا فيردم بئره التي حفرها. قلت: أرأيت من حفر بئرا في غير ملكه في طريق المسلمين، أو حفرها في أرض رجل بغير أمر رب الأرض، أو حفرها إلى جنب بئر ماشية وهي تضر ببئر الماشية بغير أمر رب البئر فعطب رجل في تلك البئر، أضمن ما عطب فيها هذا الذي حفرها من دابة أو إنسان؟ قال: قال مالك: من حفر بئرا حيث لا يجوز له فهو ضامن لما عطب فيها. قلت أرأيت الآبار التي تكون في الدور، أكون لي أن أمنع جاري من أن يحفر في داره بئرا يضر ببئري التي في داري أم لا؟ قال: سمعت مالكا يقول في الرجل يكون له في داره بئرا إلى جنب جداره، فحفر جاره في داره بئرا إلى جنب جداره من خلفها. قال: إن كان ذلك يضر ببئر جاره منع من ذلك.¹⁰¹ -

مالکیہ نے انسانی تصرفات کو جلب مصلحت اور دفع مضرت کے ضابطہ کے ساتھ مربوط کیا ہے، اور جو ان مقاصد سے متعارض ہو ان کو کالعدم قرار دیا ہے

¹⁰¹ - المدونة الكبرى ج ٢ ص ٢٤٢ المؤلف : مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (المتوفى : 179هـ) المحقق : زكريا عميرات الناشر : دار الكتب العلمية بيروت — لبنان مصدر الكتاب : موقع مكتبة المدينة الرقمية المدونة مع مقدمات ابن رشد ج ٢ ص ٣٧٧.

، علامہ شاطبیؒ نے اپنے مخصوص انداز میں اس کی ممکنہ آٹھ قسمیں بیان کی ہیں، جن میں کچھ جائز اور کچھ ناجائز ہیں، شاطبیؒ نے کافی تفصیل سے تقریباً سولہ (۱۶) صفحات میں ان اقسام کو بیان کیا ہے، میرا مقالہ اس تفصیل کا متحمل نہیں ہے، البتہ اس پوری بحث پر غور کرنے سے ان تقسیمات کی روح اور ان پر احکام شرعیہ کی بنیاد چند محوروں میں گردش کرتی نظر آتی ہے:

"☆ ضرر پہونچانے کا قصد ہے یا نہیں، ☆ تصرف پر پابندی لگانے سے خود صاحب تصرف کو تو کوئی نقصان نہیں پہونچے گا؟ ☆ دفع مضرت جلب منفعت سے مقدم ہے، ☆ غلبہ ضرر ضروری نہیں ہے تو کثرت ضرر ہے یا نہیں؟۔۔۔

ان تمام مباحث سے جو نتائج اخذ ہوتے ہیں ان میں جزئیات کے اعتبار سے فرق ضرور ہے لیکن بنیادی فکر کے لحاظ سے کوئی زیادہ تفاوت محسوس نہیں ہوتا، کیونکہ شاطبیؒ بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ: ☆ ضرر عام کو روکنے میں خود صاحب عمل کے ضرر کا دھیان رکھنا بھی ضروری ہے، ☆ شاطبیؒ نے قصد ضرر کو موضوع بحث بنایا ہے ☆ تعدی کا مسئلہ اٹھایا ہے ☆ ضرر محتمل ہے یا یقینی؟ اس کو مسئلہ کا مدار بنایا ہے، ☆ ضرر بکثرت پیش آتا ہے یا کم؟ ☆ تصرف کو روکنے میں ضرر زیادہ ہے یا نافذ کرنے میں؟ ☆ اور خود صاحب ملکیت کے مفادات کس حد تک محفوظ ہیں؟ وغیرہ¹⁰²۔

یہ ساری بحثیں یہ سمجھنے کے لئے کافی ہیں، کہ مسئلہ میں اتنا عموم نہیں ہے

جتنا بادی النظر میں سمجھا جاتا ہے، مسائل و جزئیات کی تطبیق میں حالات اور افراد کی بنا پر فرق ضرور موجود ہے، لیکن بنیادی تصورات میں بہت زیادہ اختلاف نہیں ہے، مالکیہ کے یہاں ضرر کا دائرہ نسبتاً زیادہ وسیع ہے، لیکن ملکیت کا احترام بھی موجود ہے، درج ذیل جزئیات و نظائر سے میرے اس خیال کی مزید وضاحت ہوتی ہے:

☆ الشرح الصغیر میں معین الحکام کے حوالے سے لکھا ہے کہ مذہب مالکی میں ہر قسم کے ضرر کی نفی کی گئی ہے، مگر اس سے جس ضرر کا استثناء کیا گیا ہے وہ دیکھئے:

الاماكان من رفع بناء يمنع ببوب الريح وضوء الشمس وماكان في معناهمالا ان يثبت القائم في ذلك ان محدث ذلك اراد الضرر¹⁰³

لیکن اگر کوئی شخص بلند عمارت بنانا چاہتا ہے جو پڑوس کی دھوپ یا ہوا کو روک دے گی یا اور اسی قسم کی کوئی رکاوٹ ہو تو ان کی بنیاد پر عمارت بنانے سے روکا نہیں جائے گا، الا یہ کہ یہ بات متحقق ہو جائے کہ اس کا مقصد تعمیر سے تکلیف پہنچانا ہے۔

ابن ماجشون وغیرہ کا خیال یہ بھی ہے کہ اگر اس عمارت سے کسی کی کھلیان بے مصرف ہو جاتی ہو تب بھی تعمیر پر روک نہیں لگائی جائے گی¹⁰⁴،

¹⁰³ - الشرح الصغیر ج ۲ ص ۱۷۷۔

¹⁰⁴ تبصرة الحکام ج ۲ ص ۲۵۵، ۲۵۶۔

☆ من احدث اندر الی جنب جنان رجل وهو یضر به فی تدریة التبن فانه یمنع من ذلک ¹⁰⁵۔

اگر کوئی شخص کسی کے باغیچے کے بازو میں کھلیاں بنائے اور بھوسی اڑانے میں اس کو نقصان پہونچے تو اس پر پابندی لگائی جائے گی۔

ظاہر ہے کہ یہ ضرر فاحش ہے،

☆ کذلک فانه لیس للانسان ان یضرب وتداً فی

جدار جارہ ولا ان یضم الیہ مایضر بہ --- ¹⁰⁶

اسی طرح کسی انسان کو یہ اجازت نہیں ہے کہ اپنے پڑوس کی دیوار میں کیل گاڑ لے، یا ایسی کوئی چیز دیوار کے ساتھ ملا دے جو دیوار کے لئے نقصان دہ ہو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو پڑوسی کو لکڑی رکھنے سے روکنے پر جو ممانعت آئی ہے وہ مالکیہ کے یہاں بھی وجوبی نہیں ہے، بلکہ استحبابی ہے، اور اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ اس سے دیوار کو کوئی نقصان نہ پہونچے۔

☆ وللرجل ان ینصب فی دارہ ماشاء من الصناعات

--- مالم یضر بحیطان جارہ ¹⁰⁷۔

آدمی اپنے مکان میں جس طرح کی صنعت چاہے قائم کر سکتا ہے بشرطیکہ کہ پڑوس کی دیواریں اس سے متاثر نہ ہوں۔

¹⁰⁵ - التاج والاکلیل ج ۵ ص ۱۶۴ -

¹⁰⁶ - تبصرة الحکام ج ۲ ص ۲۶۴ -

¹⁰⁷ - تبصرة الحکام لابن فرحون المالکی ج ۲ ص ۶۱ -

☆ قال الباجی : اما الرحا ان ثبت انها تضر بجدران الجنان منع منها¹⁰⁸۔

پن چکی قائم کرنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ مشروط ہے کہ پڑوس میں باغیچے کی دیواروں پر منفی اثرات نہ پڑیں۔

کسی کی خالی پڑی ہوئی زمین پر لوگ کچرا ڈال جاتے ہوں، جس سے آس پاس میں سخت بدبو پھیلتی ہو اور کچرا ڈالنے والوں کا تعین نہ ہو تو زمین کا مالک اس کی صفائی کا جوابدہ ہے، گو کہ وہ خود کوئی کچرا نہ ڈالتا ہو¹⁰⁹۔

مالکیہ کے یہاں ضرر قدیم اور جدید کی تقسیم بھی ملتی ہے، ایک رائے یہ ہے کہ دونوں کے حکم میں فرق ہے¹¹⁰، جبکہ دوسری زیادہ معروف رائے یہ ہے کہ قدامت اور جدت سے ضرر کی معنویت پر فرق نہیں پڑتا، ضرر ہر حال میں قابل انسداد ہوتا ہے¹¹¹۔

اسی طرح ان کے یہاں ضرر کبیر اور صغیر نیز مسلسل اور وقتی کا بھی فرق ملتا ہے، پن چکی، دھوبی پاٹ، بیت الخلاء اور لوہار وغیرہ کی بحث کی ضمن میں فقہاء مالکیہ نے جو گفتگو کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ زیادہ تکلیف دہ ہونے کی صورت ہی میں ان پر پابندی عائد کی جائے گی، یا دھوبی کی ضرب سے دیواریں متاثر ہوں،

¹⁰⁸ - التاج والاکلیل ج ۵ ص ۱۶۵۔

¹⁰⁹ - تبصرة الحکام ج ۲ ص ۲۶۳۔

¹¹⁰ - الشرح الصغیر مع حاشیة الصاوی ج ۲ ص ۱۷۶۔

¹¹¹ - تبصرة الحکام لابن فرحون المالکی ج ۲ ص ۲۵۵، العقد المظم للحکام لابن سلمون

بہامش التبصرة ج ۲ ص ۸۷۔

مسلسل انسانی سماعتوں کو کریہ آوازوں کا سامنا کرنا پڑے تب اس پر روک لگے گی، بعض فقہاء نے رات اور دن کا بھی فرق کیا ہے کہ کسی کا یہ ذریعہ معاش ہے تو دن میں پابندی نہ ہوگی بلکہ صرف رات میں ہوگی:

واما ماکان صوتاً کبیراً مستداماً کالکما دین --- والرحا ذات الصوت الشدید فانه ضرر یمنع منه کالرائحة --- والراجح فی المذهب انه لایمنع من ذلک الا ان یضر الصوت بالجدار --- ان الصوت لایخرق الاسماع ولا یضر الاحشاء فان اضر ذلک بالجدران منع¹¹²۔

بدبو کے بارے میں ابن فرحون لکھتے ہیں:

ان الرائحة المنتنة تخرق الخیاشیم وتصل الی الامعاء وتوذی الانسان --- وکل رائحة توذی یمنع --- وبه العمل فی المذهب¹¹³

روٹی کے تنور، یا حمام، سونا، چاندی اور لوہا کی بھٹیوں سے نکلنے والے دھوئیں کی ممانعت کی توجیہ کرتے ہوئے ابن فرحون رقمطراز ہیں:

وذلك ان وجه الضرر هو الدخان الذی یحصل من القرن والحمام فیدخل علی الجیران ویضرهم وهو من الضرر الکبیر المستدام¹¹⁴

یعنی اصل وجہ ضرر وہ دھواں ہے جو حمام یا پائپ سے نکلتا ہے اور آس

¹¹² - التاج والاکلیل شرح مختصر خلیل للمواق ج ۵ ص ۱۶۰۔ تبصرة الحکام ج ۲ ص ۲۶۱۔

¹¹³ - تبصرة الحکام ج ۲ ص ۲۶۱۔

¹¹⁴ - تبصرة الحکام ج ۲ ص ۲۵۱۔

پاس میں پھیل کر لوگوں کو نقصان پہونچاتا ہے، اور یہ معمولی نہیں بلکہ مسلسل رہنے والا بڑا نقصان ہے۔

ان تفصیلات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ فقہاء مالکیہ کے یہاں بھی مطلق ضرر قابل مواخذہ نہیں ہے بلکہ ضرر جب فتنج صورت اختیار کر لے، یا یہ کہ مسلسل رہنے لگے تب وہ قابل بندش قرار پاتا ہے، اس لحاظ سے حنفیہ اور مالکیہ میں چند جزئیات کو چھوڑ کر نتیجہ کے لحاظ سے کوئی خاص فرق نہیں رہ جاتا۔

حنابلہ کا نقطہ نظر

البتہ حنابلہ کے یہاں لا ضرر و ضرار کا مفہوم نسبتاً زیادہ وسیع ہے، وہ ملکیت میں تصرف کے دائرے کو تنگ کرتے ہیں، وہ اس حدیث پاک کی بنیاد پر ایک بے ضرر معاشرہ کی تشکیل کرنا چاہتے ہیں، ان کے نزدیک اصحاب ملکیت کا اپنا سامان استعمال کرنے سے محروم رہ جانا ایسا ضرر نہیں ہے جو قابل تحمل نہ ہو، بقول علامہ ابن رجب حنبلیؒ انسان کی اپنی ملکیت میں غیر معتاد تصرف تو دیگر فقہاء کے یہاں بھی غلط اور قابل ضمان ہے، مثلاً گرمی اور لو کے دنوں میں جب گرم ہوائیں چل رہی ہوں اگر کوئی شخص کسی کی کھلیان کے قریب اپنی زمین میں آگ جلائے اور اس کی چنگاری کھلیان کو خاکستر کر دے، تو یہ ایک غیر معتاد عمل ہے، لیکن اگر انسان اپنے تصرف میں معروف حد سے متجاوز نہ ہو پھر بھی کسی کو تکلیف پہونچے تو دیگر فقہاء کے یہاں یہ تصرف درست ہے اور اس پر روک نہیں لگائی جائے گی، لیکن حضرت امام احمدؒ کے نزدیک اس صورت میں بھی ضرر سے بچنا ضروری ہے

، اور صاحب ملکیت کو اس کے عمل سے روکا جائے گا¹¹⁵۔

قاضی ابو یعلیٰ لکھتے ہیں:

ولا يحفر بئر الى جنب بئر او كنيفاً الى جنب
حائطه وان كان في حده ، قيل له ، فيقدر ان يمنعه ؟ قال نعم

116

کسی کے کنواں کے بازو میں کوئی دوسرا کنواں نہیں کھودا جائے گا، اور نہ کسی کی دیوار کے بغل میں بیت الخلا بنایا جائے گا گو کہ اپنی حد میں ہو، حضرت امام احمدؒ سے پوچھا گیا، کیا اس کو روکا جاسکتا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں۔

علامہ ابن قدامہؒ رقمطراز ہیں:

وليس للرجل التصرف في ملكه تصرفاً يضر
بجاره ، نحو ان يبنى فيه حماماً بين الدور¹¹⁷۔

کسی انسان کو اپنی ملک میں ایسے تصرف کی اجازت نہیں ہے جو اس کے پڑوسی کے لئے نقصان دہ ہو، مثلاً مکانات کے درمیان حمام بنوانا وغیرہ۔

اس طرح کی جزئیات بکثرت فقہ حنبلی میں موجود ہیں، لیکن اگر اس کے ساتھ ہم محققین حنابلہ کی تحقیقات کو بھی شامل کر لیں، تو ہمیں محسوس ہو گا کہ یہ مسئلہ کا صرف ایک رخ ہے، مسئلہ کا دوسرا رخ جیسا کہ علامہ ابن تیمیہؒ وغیرہ نے لکھا ہے اور ان کے حوالے سے دیگر فقہاء حنابلہ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے، یہ ہے کہ

115 - جامع العلوم والحکم ص ۳۰۱۔

116 - الاحکام السلطانیہ للقاضی ابی یعلیٰ محمد بن الحسین الفراء الحنبلی بتحقیق المرحوم

محمد الحامد الفقی، ط، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ص ۲۲۱۔

117 - المغنی لابن قدامة مع الشرح الكبير ج ۵ ص ۵۱، ۵۲۔

در اصل ضرر کی بنیاد قصد و ارادہ پر ہے یا ایسے عمل پر جس کا ضرر بالکل واضح ہو، یعنی اگر انسان کسی کو نقصان پہونچانے کے ارادے سے نہیں بلکہ اپنی ضرورت کے لئے اپنی ملکیت میں کوئی تصرف کرتا ہے جو دوسروں کے لئے ضرر رساں ہو تو یہ ضرر قابل لحاظ نہیں ہے، اس لحاظ سے حنفیہ کے ساتھ ان کی بہت زیادہ دوری باقی نہیں رہ جاتی، علامہ ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں:

والمضارة مَبْنَاهَا عَلَى الْقَصْد وَالْإِرَادَةِ أَوْ عَلَى فِعْلِ ضَرَرٍ عَلَيْهِ فَمَتَى قَصْدُ الْإِضْرَارِ وَلَوْ بِالْمَنَاحِ أَوْ فِعْلُ الْإِضْرَارِ مِنْ غَيْرِ اسْتِحْقَاقٍ فَهُوَ مُضَارٌ وَأَمَّا إِذَا فَعَلَ الضَّرَرُ الْمُسْتَحَقَّ لِلْحَاجَةِ إِلَيْهِ وَالْإِنْتِفَاعَ بِهِ لَا لِقَصْدِ الْأَضْرَارِ فَلَيْسَ بِمُضَارٍ¹¹⁸۔

علامہ مقدسیؒ نے بھی الفروع میں اس کو ابن تیمیہؒ کے حوالے سے بطور استشہاد نقل کیا¹¹⁹، اور اسی بنیاد پر علامہ بہوتیؒ نے لکھا ہے کہ پڑوس کی دیوار پر بلا اجازت لکڑی رکھنا منع ہے جبکہ حدیث پاک میں اس کی صراحتاً اجازت آئی ہے، انہوں نے اس کو عدم ضرر اور ضرورت شدیدہ کے ساتھ مشروط کیا ہے:

¹¹⁸ - الاختيارات الفقهية (مطبوع ضمن الفتاوى الكبرى المجلد الرابع) ج ۱ ص ۴۷۹ المؤلف :

تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم بن تيمية الحراني (المتوفى : 728ھ)

الحقق : علي بن محمد بن عباس البعلی الدمشقي الناشر : دار المعرفة، بيروت، لبنان الطبعة :

1397ھ/1978م مصدر الكتاب : موقع مكتبة المدينة الرقمية

¹¹⁹ - كتاب الفروع و معه تصحيح الفروع لعلاء الدين علي بن سليمان المرادوي ج ۶ ص ۴۵۱

المؤلف : محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج، أبو عبد الله، شمس الدين المقدسي الراميني ثم الصالحي (المتوفى : 763ھ) المحقق : عبد الله بن عبد الحسین التركي الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة :

الطبعة الأولى 1424 ھ - 2003 م

و حرم أن يتصرف في جدار جار أو مشترك بفتح طاق أو ضرب وتد ونحوه بلا إذنه وليس له وضع خشبه على حائط جاره) أو حائط مشترك (إلا عند الضرورة) فيجوز (إذا لم يمكنه التسقيف إلا به) ولا ضرر لحديث أبي هريرة يرفعه «لا يمنع جار جاره أن يضع خشبه على جداره»¹²⁰.

فقہی آراء کے اس تجزیہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جزئیات اور بعض تطبیقات میں اختلاف کے باوجود تقریباً تمام ہی فقہاء اس کلیہ سے اتفاق رکھتے ہیں کہ شخصی تصرفات میں ہر قسم کے ضرر سے بچنا ممکن نہیں اور نہ شریعت میں یہ مطلوب ہے، بلکہ ممکن حد تک ایسے عمل سے گریز کا حکم ہے جس سے دوسروں کو قابل لحاظ ضرر پہونچے، جس کو حنفیہ نے ضرر فاحش، ضرر غیر عادی، شافیہ نے ضرر غیر معتاد، مالکیہ نے ضرر بلا تعدی یا ضرر یقینی اور حنابلہ نے ضرر بلا قصد اور ضرر واضح کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

آلودگی کی مختلف شکلیں

ان اصولی مباحث کی روشنی میں زندگی کے بے شمار مسائل کی طرح آلودگی کے مسئلے کو بھی حل کیا جاسکتا ہے، اس ضمن میں جو سوالات اٹھائے گئے ہیں وہ دراصل آلودگی کے مسئلہ کی مختلف شکلیں ہیں جو جگہ بجگہ رونما ہو رہی ہیں۔

¹²⁰ - الروض المربع شرح زاد المستنقع في اختصار المقنع ج ۱ ص ۲۵۰ المؤلف : منصور بن

یونس بن إدريس البهوتي (المتوفى : 1051هـ) المحقق : سعيد محمد اللحام

الناشر : دار الفكر للطباعة والنشر - بيروت - لبنان.

دھواں چھوڑنے والی اشیاء

(۱) عام طور پر پکوان میں ایندھن کے طور پر لکڑی، کوئلہ، گوبر، گیس اور بجلی کا استعمال ہوتا ہے، ان میں بعض چیزیں دھواں چھوڑنے والی ہیں، جن سے ماحول آلودہ ہوتا ہے اور بعض دھواں پیدا نہیں کرتیں، لیکن وہ نسبتاً مہنگی ہو سکتی ہیں، توجو شخص ایسے وسائل استعمال کرنے پر قادر ہو کیا اس کے لئے ارزاں ہونے کی وجہ سے آلودگی پیدا کرنے والے ایندھن کا استعمال درست ہو گا؟ جب کہ اس سے اجتماعی ضرر پیدا ہوتا ہے۔

اگر وہ رپورٹیں جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے، قابل اعتماد اور معتبر تحقیقی ذرائع سے آئی ہیں، اور ان کے مطابق کم از کم ظن غالب کی حد تک یہ باور کیا جاسکتا ہو کہ فضائی آلودگی میں دھواں پھینکنے والے ایندھن کا بڑا کردار ہے تو ایسی صورت میں ممکن حد تک ایسے ایندھن کے استعمال میں احتیاط کرنا ضروری ہے، اور اگر کم دھواں پھینکنے والے ایندھن یا دیگر متبادل وسائل بسہولت میسر ہوں، تو ترجیحی طور پر انہی کو اختیار کرنا چاہئے، معروف فقہی ضابطہ ہے:

دَرءُ الْمَفَاسِدِ أَوْلَى مِنْ جَلْبِ الْمَصَالِحِ¹²¹

¹²¹ - اللَّشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ ج ۱ ص ۹۰ عَلَى مَذْهَبِ أَبِي حَنِيفَةَ الثُّعْمَانِ الْمُؤَلَّف : الشَّيْخُ زَيْنُ الْعَابِدِينَ

بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نُجَيْمٍ (۹۲۶-۹۷۰ھ) المحقق : الناشر : دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان الطبعة

: 1400ھ=1980م عدد الأجزاء : 1 البحر المحیط فی أصول الفقه ج ۴ ص ۱۹۹ المؤلف : بدر

الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي (المتوفى : 794ھ) المحقق : محمد محمد تامر الناشر : دار

الكتب العلمية، بيروت، لبنان الطبعة : الطبعة الأولى، 1421ھ / 2000م ، الإيهاج - السبكي

[ج ۳ ص ۶۵ الكتاب : الإيهاج في شرح المنهاج على منهاج الوصول إلى علم الأصول للبيضاوي

مضرت کو دور کرنا منافع کے حصول سے مقدم ہے،

شریعت میں معروفات کے حصول سے زیادہ منہیات سے گریز پر زور دیا گیا ہے، جیسا کہ ایک حدیث پاک میں منہیات سے ہر حال میں بچنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ معروفات پر حسب امکان عمل کرنے کو کہا گیا ہے، حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں:

فَإِذَا نَهَيْتَكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ وَإِذَا أَمَرْتَكُمْ بِأَمْرٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ ¹²²۔

ترجمہ: جس کام سے میں روکوں اس سے رک جاؤ اور جس کام کا حکم دوں اس پر حتی الامکان عمل کرو۔

ایک حدیث میں ہے کہ:

مَا خَيْرَ رَسُولٍ اللَّهُ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بَيْنَ أَمْرَيْنِ أَحَدُهُمَا أَيْسَرُ مِنَ الْآخَرِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا ¹²³۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کو جب دو امر میں اختیار ملتا تھا تو آپ آسان ترین کو اختیار فرماتے تھے، بشرطیکہ گناہ نہ ہو۔

المؤلف : علي بن عبد الكافي السبكي الناشر : دار الكتب العلمية - بيروت الطبعة الأولى ، 1404 تحقيق : جماعة من العلماء عدد الأجزاء : 3۔

¹²² - صحيح البخاري ج ٦ ص ٢٦٥٨ حديث نمبر: ٢٨٥٨۔

¹²³ - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ٧ ص ٨٠ حديث نمبر : ٢١٩٣ المؤلف : أبو

الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق : الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة - بيروت

علامہ ابن عبدالبر القرطبیؒ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ
آسانی کا تعلق آپ کی ذات سے نہیں بلکہ امت سے ہے:

فلعلها ذهبت إلى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يختار
القصر في أسفاره إلا توسعة على أمته وأخذاً بأيسر أمر الله¹²⁴

اس کا مطلب ہے کہ اجتماعی مفادات کی رعایت ذاتی مفادات کے مقابلے
میں زیادہ لائق ترجیح ہے۔

علامہ ابن نجیمؒ نے لکھا ہے کہ اگر دو مساوی چیزوں کا مسئلہ ہو تو جس پہ
چاہے عمل کر سکتا ہے، لیکن اگر تفاوت ہو تو جو اہون ہے اسے اختیار کیا جائے
گا، اور حرام چیزوں کے ارتکاب سے ہر حال میں پرہیز کیا جائے گا:

الأصل في جنس هذه المسائل أن من ابتلي ببليتين ، وهما
متساويتان يأخذ بأيهما شاء ، وإن اختلفا يختار أهونهما ؛ لأن
مباشرة الحرام لا تجوز إلا للضرورة¹²⁵ .

مگر یہ حکم اس وقت ہے جب انسان صاحب استطاعت ہو، استطاعت نہ
ہونے کی صورت میں مہنگے ایندھن کے استعمال کا پابند کرنا تکلیف مالا یطاق ہے اور
اس کو ضرر میں مبتلا کرنا ہے۔

¹²⁴ - التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد ج ١١ ص ١٧٢ المؤلف : أبو عمر يوسف بن

عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي (المتوفى : 463هـ)

الحقق : مصطفى بن أحمد العلوي و محمد عبد الكبير البكري ، الناشر : مؤسسة القرطبه ،

¹²⁵ - الأشباه والنظائر ج ١ ص ٩٠ على مذهب أبي حنيفة النعمان المؤلف : الشيخ زين العابدين بن

إبراهيم بن نجيم (926-970هـ) الحقق : الناشر : دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان الطبعة

: 1400هـ = 1980م-

گاڑیوں کا استعمال

(۲) ایک اہم ترین سوال گاڑیوں سے متعلق ہے، گاڑیاں ڈیزل سے بھی چلتی ہیں اور پٹرول، گیس اور بیٹری سے بھی، بلکہ شمسی توانائی کو بھی قابل استعمال بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، ماہرین کے مطابق ڈیزل گاڑیوں سے پٹرول، گیس وغیرہ کے مقابلے میں آلودگی کا زیادہ اندیشہ ہے اسی لئے بعض مقامات پر انتظامیہ کی طرف سے ایسے قواعد بھی بنائے جاتے ہیں جن کے مطابق ڈیزل گاڑیاں استعمال نہ کی جائیں یا کم سے کم کی جائیں، ان قوانین پر عمل کرنے کی حیثیت کیا ہوگی اور خود اپنے طور پر بھی ترجیحی نقطہ عمل کیا ہونا چاہئے؟

گاڑیاں آج کے دور میں انسان کی بنیادی ضروریات میں شامل ہے، ان سے سفری تقاضے ہی نہیں بلکہ بہت سے لوگوں کا معاش بھی وابستہ ہے کہ اس کے بغیر بڑے شہروں میں انسان نہ ڈیوٹی دے سکتا ہے اور نہ کہیں آمد و رفت کر سکتا ہے، کتنے لوگ ٹرانسپورٹ کے شعبہ ہی سے جڑے ہوئے ہیں وغیرہ۔۔ اور روزمرہ کے استعمال کی چیزوں میں ہر شخص کم سے کم گرانباری کا خواہشمند ہوتا ہے، بلکہ ہر شخص مہنگے وسائل کا متحمل بھی نہیں ہو سکتا، اس طرح کے مواقع پر فقہاء کے ان قواعد سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، جن میں مشقت کو باعث تخفیف قرار دیا گیا ہے:

الضرر یزال----- المشقة تجلب التيسير-----إذا ضاق الأمر

اتسع.وقد عزا الخطابي هذه العبارة إلى الشافعي -رضي الله عنه-

عند كلامه على الذباب يقع في الماء القليل ، ويقرب منها

"الضرورات تبیح المحظورات" ¹²⁶۔

اسی کے ساتھ ان قواعد کو بھی شامل کیا جائے کہ:

مَا أُبِيحَ لِلضَّرُورَةِ يُقَدَّرُ بِقَدَرِهَا----- يُتَحَمَّلُ الضَّرَرُ الْخَاصُّ
لِلْأَجْلِ دَفْعِ ضَرَرِ الْعَامِّ ¹²⁷

جس حکم کی بنیاد ضرورت پر ہو وہ بقدر ضرورت ہی ہوتی ہے،۔۔۔۔۔ نیز
ضرر عام سے بچنے کے لئے ضرر خاص قابل تحمل ہوتا ہے۔

اسی ضمن میں فقہاء نے کپڑے کی دکانوں کے علاقے میں کھانا پکانے
کا ہوٹل بنانے سے منع کیا ہے کہ مبادا کوئی چنگاری کپڑوں کو نقصان نہ پہونچا دے

¹²⁶ - الأشباه والنظائر - للإمام تاج الدين السبكي ج ١ ص ٥٨ المؤلف : الإمام العلامة / تاج

الدين عبد الوهاب بن علي ابن عبد الكافي السبكي الناشر : دار الكتب العلمية

الطبعة الأولى 1411 هـ - 1991م عدد الأجزاء / 2 - كذا في التقرير والتحبير ج ٥ ص ٢٨٦

تأليف: محمد بن محمد ابن أمير الحاج الحنبلي دراسة وتحقيق: عبد الله محمود محمد عمر الناشر: دار

الكتب العلمية - بيروت الطبعة الأولى 1419هـ/1999م - و الأشباه و النظائر في قواعد و فروع

فقه الشافعية ج ١ ص ٨٣ المؤلف : عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى :

911هـ) الناشر : دار الكتب العلمية بيروت - لبنان - و أنوار البروق في أنواع الفروق ج ٧ ص

٣٨٣ المؤلف : أبو العباس شهاب الدين أحمد بن إدريس المالكي الشهير بالقرافي (المتوفى :

684هـ) - و الموافقات ج ٥ ص ٩٩ المؤلف : إبراهيم بن موسى بن محمد اللخمي الغرناطي

الشهير بالشاطبي (المتوفى : 790هـ) الخقق : أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان الناشر : دار

ابن عفان الطبعة : الطبعة الأولى 1417هـ/1997م عدد الأجزاء : 7 ، غمز عيون البصائر في

شرح الأشباه والنظائر ج ٢ ص ٨٨ المؤلف : أحمد بن محمد الحنفي الحموي (المتوفى : 1098هـ) -

¹²⁷ - الأشباه والنظائر ج ١ ص ٨٧ على مذهب أبي حنيفة النعمان المؤلف : الشيخ زين العابدين بن

إبراهيم بن نجيم (926-970هـ) الخقق : الناشر : دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان الطبعة

: 1400هـ=1980م-

¹²⁸، جبکہ ہوٹل انسان کی ضروریات میں شامل ہے، لیکن اس کے لئے مناسب مقام کا انتخاب کرنا ہوگا، اس قسم کی اور بھی جزئیات تفصیل کے ساتھ گذشتہ صفحات میں نقل کی جا چکی ہیں، ان ضوابط اور مباحث سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ بلاشبہ گاڑیاں انسان کی لازمی ضرورت ہیں، اور ہر شخص مہنگے ایندھن کا متحمل نہیں ہو سکتا، اور نہ ہر علاقے میں دھواں سے نکلنے والا دھواں ناقابل تحمل ہوتا ہے، چھوٹے شہروں میں یا کھلی آبادیوں میں گاڑیاں بھی کم ہوتی ہیں، اور فضا بھی کھلی ہوتی ہے، اس لئے عام علاقوں میں ڈیزل گاڑی ترک کرنے کے لئے کوئی ترجیحی وجہ نہیں ہے، بلکہ نسبتاً ارزاں ہونے کی بنیاد پر عام لوگوں کے لئے اسی کے استعمال میں سہولت زیادہ ہے، اور اس پر پابندی عائد کرنے میں ان کا ضرر ہے، البتہ بڑے شہروں یا جن مقامات میں انتظامیہ محسوس کرے کہ یہاں ڈیزل گاڑیوں کا استعمال عام زندگی کے لئے نقصان دہ ہو ہے، وہاں انتظامی قواعد کی رعایت کرنا واجب ہے، اور اگر حکومت کی طرف سے کوئی قانون ممانعت موجود نہ ہو تب بھی حسب امکان ضرر عام سے بچنے کے لئے ڈیزل گاڑیوں کا ترک مستحب ہوگا۔

حکومتی قوانین کی رعایت

حکومت کے انتظامی قواعد کی رعایت ایک تو ضرر کی بنیاد پر ہے۔

دوسرے مسلمان جس ملک کا شہری ہوتا ہے حسب ضابطہ شہریت وہاں کے قوانین تمدن کی جائز حدود میں ممکنہ رعایت ضروری ہے کہ مسلمان اپنے عہد

کی پاسداری کا پابند ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« الْمُسْلِمُونَ عِنْدَ شُرُوطِهِمْ فِيمَا وَافَقَ الْحَقَّ ¹²⁹ »

ترجمہ: موافق حق معاملات میں مسلمان شرائط کا پابند ہوتا ہے۔

فقہاء نے قومی اور بین الاقوامی بے شمار مسائل میں اس حدیث کو بنیاد بنایا

ہے ¹³⁰۔ علاوہ ازیں مسلمان کی عزت و حرمت کی حفاظت مقاصد دین بلکہ ضروریات ستہ (حفاظت دین، حفاظت جان، حفاظت مال، حفاظت عقل، اور حفاظت آبرو یا نسب) میں شامل ہے ¹³¹، ملکی قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں اس کی عزت و آبرو خطرہ میں پڑ سکتی ہے، اس لئے بلا کسی عذر شرعی کے اس کو

¹²⁹ - السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج ٧ ص ٢٣٩ حديث نمبر: ١٣٨٢١ المؤلف : أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي مؤلف الجوهر النقي: علاء الدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني المحقق : الناشر : مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد الطبعة : الطبعة : الأولى - 1344 هـ - عدد الأجزاء : 10 - امام بخاری نے اس روایت کو ترجمۃ الباب میں تعلیقاً نقل کیا ہے - صحیح بخاری ج ٢ ص ٩٣۔

¹³⁰ - بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج ٢ ص ١٩٠ تأليف: علاء الدين أبو بكر بن مسعود الكاساني الحنفي 587 هـ - دار الكتب العلمية - بيروت - لبنان الطبعة الثانية 1406 هـ - 1986 م .

¹³¹ - شرح مختصر الروضة ج ٣ ص ٢٠٩ المؤلف : سليمان بن عبد القوي بن الكريم الطوفي الصرصري، أبو الربيع، نجم الدين (المتوفى : 716 هـ) المحقق : عبد الله بن عبد المحسن التركي الناشر : مؤسسة الرسالة الطبعة : الأولى ، 1407 هـ / 1987 م عدد الأجزاء : 3 ، - تيسير الوصول إلى قواعد الأصول ومعاقد الفصول ج ١ ص ٣٧٢ للإمام عبد المؤمن بن عبد الحق البغدادي الحنبلي (658 - 739 هـ) شرح : عبد الله بن صالح الفوزان المدرّس - سابقاً - بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية فرع القصيم مقدمة الطبعة الثانية «وهي الأولى لدار ابن الجوزي»

خطرہ میں ڈالنا درست نہیں۔

روشنی کے لئے جنریٹر کا استعمال

(۳) یہی حکم روشنی کے حصول کے لئے جنریٹر کا بھی ہے، ڈیزل اور مٹی تیل سے جو جنریٹر چلتے ہیں وہ بہت دھواں دیتے ہیں، جبکہ گیس اور پٹرول سے چلنے والے جنریٹر کم دھواں دیتے ہیں، روشنی انسان کی لازمی ضرورت ہے اس سے چارہ کار نہیں ہے، اس لئے جنریٹر کے استعمال پر پابندی عائد کرنا ممکن نہیں، البتہ اگر بسہولت کم دھواں والا جنریٹر میسر ہو، تو اسی کو استعمال کرنا چاہئے، بصورت دیگر گنجان علاقے یا بڑے شہروں میں ان کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے، اور اگر ملک کا شہری قانون اس پر پابندی عائد کرے تو اس سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

سولر لائٹ کا استعمال

(۴) ایندھن کے مذکورہ وسائل کے ساتھ ساتھ اس وقت شمسی توانائی کا استعمال کافی بڑھ رہا ہے، حکومت بھی اس کے لئے بعض سہولتیں فراہم کر رہی ہیں، اس میں ایک بار ضرور خطیر رقم خرچ ہو جاتی ہے لیکن آئندہ وہ برقی بلوں سے بچ جاتا ہے، صاحب استطاعت افراد اور اداروں کے لئے آلودگی سے محفوظ اس توانائی کا استعمال مستحسن قرار پائے گا بالخصوص آلودگی سے متاثرہ علاقوں میں اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے کہ اس میں مالی بچت بھی ہے اور آلودگی سے تحفظ بھی، اور اس کو مستقبل کی بہتر منصوبہ بندی بھی قرار دیا جاسکتا ہے، پیغمبر خدا حضرت یوسفؑ نے بادشاہ مصر کو مالی وسائل کے حصول اور ترقی کا جو مشورہ دیا تھا اور جس کی

بنیاد پر ملک آئندہ کے مالی بحران سے محفوظ رہا تھا، یہ مستقبل کی منصوبہ بندی ہی تھی، اگر بادشاہ حضرت یوسفؑ کے مشورہ کے مطابق اپنے تمام وسائل استعمال نہ کرتا تو آئندہ کے لئے اسے راحت نہیں مل سکتی تھی، اور ظاہر ہے کہ یہ کام مصر کا ہر شہری انجام نہیں دے سکتا تھا، یہ حکومت کے اختیار کی چیز تھی، اس سے بجا طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ صاحب استطاعت حضرات بہتر مستقبل کے لئے نسبتاً مہنگے وسائل کا استعمال کریں جن کی بدولت وہ آئندہ مالی گرانباریوں سے محفوظ رہ سکتے ہوں تو اسوۂ یوسفی سے اس کے جواز بلکہ استحسان پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔

کارخانوں کی کثرت

(۵) صنعتی ترقی کے اس دور میں چھوٹے بڑے کارخانوں کی بہتات ہے اور یہ یقیناً موجودہ دور کی ایک ضرورت ہے، لیکن کارخانوں میں جو ایندھن استعمال کیا جاتا ہے وہ بہت دھواں پیدا کرنے والا ہوتا ہے، اور جو صنعتی فضلات باہر پھینکے یا بہائے جاتے ہیں، وہ فضائی آلودگی پیدا کرتے ہیں اس لئے حکومت نے اس کے لئے کئی قوانین بھی بنائے ہیں مثلاً کارخانے آبادیوں سے باہر ہوں، ان کی چمنیوں کو ایک خاص سطح تک اونچا رکھا جائے، کم سے کم آلودگی پیدا کرنے والے ایندھنوں کا استعمال کیا جائے، اسی طرح فضلات کو تحلیل کرنے کی تدابیر اختیار کی جائیں، ظاہر ہے کہ یہ قوانین انسانی بھلائی ہی کے نقطہ نظر سے بنائے گئے ہیں، ان قوانین کی خلاف ورزی از روئے شرع درست نہیں، گذشتہ صفحات میں ایسی متعدد فقہی جزئیات نقل کی گئی ہیں جن میں مختلف کاروباروں کو فقہاء نے آبادی سے باہر یا

مخصوص علاقوں میں کرنے کی ہدایت دی ہے، اور آباد یا گنجان علاقوں میں ان کو کرنے سے منع کیا ہے، اور ان کو ضرر فاحش یا ضرر غیر عادی وغیرہ سے تعبیر کیا ہے

عوامی مقامات پر فضلات اور کچرے ڈالنا

(۶) انسان جانور سے بھی غذا حاصل کرتا ہے، جانور کے قابل استعمال اجزاء کے حاصل کرنے کے بعد بعض اجزاء جیسے خون، اوجھڑی وغیرہ ضائع کر دی جاتی ہے، نباتات کے مقابلے میں جانوروں میں جلد تعفن پیدا ہو جاتا ہے، اور یہ بہت تیزی سے فضا کو آلودہ کرتے ہیں، اس سے بکثرت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، بالخصوص جب بیک وقت بہت سارے جانور ذبح کئے جائیں، جیسا کہ قربانی کے وقت ہوتا ہے، ایسے مواقع پر امکانی نقصانات سے بچنے کے لئے خصوصی ہدایات تو موجود نہیں ہیں، لیکن اسلام کے اصول نظافت و طہارت کا تقاضا ہے کہ اس طرح کے کام کرنے والے لوگوں کی خود ذمہ داری بنتی ہے کہ آباد علاقوں میں اس قسم کی غلاظتیں نہ پھیلائیں، بلکہ ان کو ان کے مخصوص مقامات پر ڈالیں جیسا کہ تمام کتب فقہ میں مختلف ابواب کے تحت مزبلہ، مجزرہ، مریض وغیرہ کے الفاظ ملتے ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر دور میں غلاظتوں کے لئے مخصوص مقامات رہے ہیں

ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک قوم کے سباطہ (یعنی گندگی ڈالنے کی مخصوص جگہ) پر تشریف لائے اور پیشاب فرمایا¹³²،

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عہد نبوت میں بھی گندگی اور کچر اور غیرہ ڈالنے کی مخصوص جگہیں تھیں۔

☆ اسی طرح پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ شریعت نے راستے سے گندگی اور تکلیف دہ چیزوں کے ہٹانے کا حکم دیا ہے۔

☆ کوئی درخت مسافروں کو تکلیف پہونچاتا ہو تو اس کو کاٹنے کی تلقین کی گئی ہے: **إِنَّ شَجَرَةً كَانَتْ تُؤْذِي الْمُسْلِمِينَ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَطَعَهَا فَدَخَلَ الْجَنَّةَ**¹³³

(حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک درخت مسلمانوں کو تکلیف پہونچاتا تھا ایک شخص نے اسے کاٹ دیا تو جنت کا مستحق ہو گیا)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- أَنَّهُ قَالَ « نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ غُصْنًا شَوْكٍ عَنِ الطَّرِيقِ إِمَّا كَانَ فِي شَجَرَةٍ فَقَطَعَهُ وَأَلْقَاهُ وَإِمَّا كَانَ مَوْضُوعًا فَأَمَاطَهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ بِهَا فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ »¹³⁴

عبدالله البخاري الجعفي، الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة - بيروت ، الطبعة الثالثة ، 1407 -

1987 ، تحقيق : د. مصطفى ديب البغا أستاذ الحديث وعلومه في كلية الشريعة - جامعة دمشق

، عدد الأجزاء : 6 مع الكتاب : تعليق د. مصطفى ديب البغا

¹³³ - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ٨ ص ٣٢٢ حديث نمبر: ٢٨٣٨ المؤلف : أبو الحسين

مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق : الناشر : دار الجليل بيروت + دار الأفق

الجديدة - بيروت الطبعة : عدد الأجزاء : ثمانية أجزاء في أربع مجلدات

¹³⁴ - سنن أبي داود ج ٢ ص ٥٣٢ حديث نمبر: ٥٢٢٧ المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث

السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي - بيروت عدد الأجزاء : 4

(حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک شخص نے کبھی کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا اس نے راستہ سے کانٹے دار شاخ ہٹادی، یا کانٹا دار درخت تھا اس کو کاٹ دیا، یا کہیں دور جا کر ڈال دیا، یا راستہ پر کانٹا رکھا ہوا تھا اس کو ہٹا دیا، تو اللہ پاک نے اس کے اس عمل کی قدر دانی فرماتے ہوئے اس کو جنت میں داخل فرمادیا۔

☆ عام جگہوں پر پیشاب پاخانہ کرنے بلکہ تھوکنے بھی سے منع کیا گیا ہے، اگر کسی نے تھوک دیا تو حکم دیا گیا کہ اس کو دفن یا صاف کر دے،

☆ اجتماعی مواقع پر بدبودار چیزیں کھا کر آنے سے منع کیا گیا ہے۔

☆ فقہ حنفی کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ عام راستہ میں اگر کوئی شخص بیت الخلا بنادے، یا پرنا لہ کھول دے جس کا پانی راستے پر گرتا ہو اور اس سے عام لوگوں کو دشواری ہوتی ہو تو یہ قانوناً ممنوع ہے اور اس کے خلاف عدالت میں استغاثہ کیا جاسکتا ہے، بلکہ مخصوص راستوں میں بھی تمام شرکاء کی رضامندی ضروری ہے¹³⁵

کتاب الخراج میں حضرت امام ابو یوسفؒ تحریر فرماتے ہیں:

لا ینبغی لاحد ان یحدث شیئاً فی طریق المسلمین
مما یضرہم ولا یجوز للامام ان یقطع شیئاً من طریق

¹³⁵ - مجمع الأنهر فی شرح ملتقى الأبحر ج ۴ ص ۳۶۰ عبد الرحمن بن محمد بن سلیمان الکلبی
المدعو بشیخی زادہ سنة الولادة / سنة الوفاة 1078ھ تحقیق خرج آیاتہ وأحادیثہ خلیل عمران
المنصور الناشر دار الکتب العلمیة سنة النشر 1419ھ - 1998م مکان النشر لبنان/ بیروت عدد
الأجزاء 4 .

المسلمین مافیہ الضرر علیہم ولا یسعه ذلک¹³⁶

(ترجمہ: کسی کے لئے جائز نہیں کہ راستہ میں ایسا کام کرے جو مسلمانوں کے لئے تکلیف دہ ہو اور نہ حکومت کے لئے یہ جائز ہے کہ کسی کے لئے اس طرح کا عمل کرے، یہ اختیار حکومت کو بھی حاصل نہیں ہے۔

بصورت دیگر اگر غلاظت پھیلانے والوں کا تعین نہ ہو سکے تو حکومت کی ذمہ داری ہے، کہ وہ اس تعلق سے ضروری اقدامات کرے، اور تمام گندے مقامات سے غلاظتوں کو صاف کرائے:

☆ فقہ مالکی کا ایک جزئیہ پہلے نقل کیا جا چکا ہے کہ کسی خالی پڑی ہوئی زمین پر لوگ کچرا ڈال جاتے ہوں، جس سے آس پاس میں سخت بدبو پھیلتی ہو اور کچرا ڈالنے والوں کا تعین نہ ہو تو زمین کا مالک اس کی صفائی کا ذمہ دار ہو گا گو کہ وہ خود کوئی کچرا نہ ڈالتا ہو¹³⁷۔

☆ ایک روایت قبل میں گذر چکی ہے کہ ایک بار حضور ﷺ نے مسجد کی دیوار پر کسی کے تھوک کے نشانات دیکھے، تو آپؐ نے ناگواری کا اظہار فرمایا اور اپنے دست مبارک سے صاف فرمایا۔۔۔۔۔

اس سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ گندگی پھیلانے والوں کا پتہ نہ ہو تو مملو کہ زمین میں مالک زمین اور عام اراضی اور مقامات پر حکومت اس کی صفائی کے لئے جوابدہ ہے۔

¹³⁶ - کتاب الخراج ص ۱۰۱ -

¹³⁷ - تبصرة الحکام ج ۲ ص ۲۶۳ -

پلاسٹک کی تھیلیاں

(۷) سامان کی پیکنگ بھی ایک اہم ضرورت ہے، لیکن اس کے لئے آج کل جس قسم کی پلاسٹک کی تھیلیاں دستیاب ہیں وہ زمین میں تحلیل نہیں ہوتیں اور اگر ان کو جلایا جائے تو بہت کثیف دھواں پیدا ہوتا ہے، مگر سستا اور خوشنما ہونے کی وجہ سے اس کا بکثرت استعمال کیا جاتا ہے، ماہرین اس کو ماحولیات کے لئے بہت خطرناک تصور کرتے ہیں۔ ایسی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے، اور اگر اس کی ممانعت کا قانون بنتا ہے تو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اور اگر ایسا کوئی قانون موجود نہ ہو اور ماہرین کے مطابق یہ نقصان دہ ہو تو بھی اس سے احتراز کرنا چاہئے، اور اگر استعمال کیا جائے تو جلانے کے مقابلے میں دفن کرنے کو ترجیح دی جائے، حنفیہ بھی سخت کثافت پھیلانے والی اور دھواں خیز چیزوں کے استعمال سے منع کرتے ہیں:

--- لم یجز لأنه یضر بحیرانہ ضرراً فاحشاً لا یمکن التحرز عنہ
فإنه یأتی منه الدخان الكثير¹³⁸۔

(یہ جائز نہیں اس لئے کہ اس سے پڑوسیوں کو ایسا ضرر پہونچتا ہے جس سے بچنا ممکن نہیں کیونکہ اس سے بہت زیادہ دھواں نکلتا ہے)

¹³⁸ - حاشیہ رد المختار علی الدر المختار شرح تنویر الأبصار فقہ أبو حنیفہ ج ۵ ص ۴۴۹ ابن عابدین۔ الناشر دار الفكر للطباعة والنشر۔ سنة النشر 1421ھ - 2000م۔ مکان النشر بیروت۔ عدد الأجزاء 8۔

سگریٹ وغیرہ کا استعمال

(۸) اسی طرح تمباکو کی اشیا جیسے سگریٹ، بیڑی اور حقہ وغیرہ کا استعمال بذات خود کراہت سے خالی نہیں، پھر ان سے جو کثیف دھواں نکلتا ہے اس کا نقصان آس پاس والوں کو بھی ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج کل ایرپورٹ اور عوامی مقامات پر ایسی چیزوں کے استعمال کے لئے اسموکنگ زون بنائے گئے ہیں، تاکہ عام لوگ ان کے اثرات بد سے محفوظ رہیں، شرعی طور پر ایسی چیزوں کا استعمال کرنا مکروہ ہے، اور جن مقامات پر ان کا استعمال ممنوع ہو وہاں ان کا استعمال کرنا درست نہیں ہے۔

عوامی مقامات پر استنجا کرنا

(۹) ہمارے ملک میں اب بھی بہت سے گھروں میں بیت الخلا نہیں ہیں، اور لوگوں کھیتوں میں یا سڑکوں کے کنارے رفع حاجت کرتے ہیں، اور پیشاب تو عوامی مقامات جیسے ریلوے اسٹیشنوں، بس اسٹینڈ وغیرہ پر بے تکلف کیا جاتا ہے، بہت سے لوگ گنداپانی اور فضلات کھلی نالیوں میں بلکہ گلیوں میں بہا دیتے ہیں، جس سے لوگوں کو تکلیف پہونچتی ہے اور اس سے فضائی آلودگی بھی پیدا ہوتی ہے، اس قسم کے اعمال سے گریز کرنا از روئے شرع لازم ہے:

کھلے میں پیشاب پاخانہ کرنے کا رواج بہت قدیم ہے، عہد نبوت میں بھی اکثر لوگ کھیتوں وغیرہ ہی میں استنجا کی حاجت کے لئے جاتے تھے، مگر نبی کریم

ﷺ نے ہدایت کی تھی کہ عوامی مقامات، اور راستے وغیرہ پر غلاظت نہ کی جائے، پردہ کی جگہوں کا انتخاب کیا جائے، اور حتی الامکان پانی کا استعمال کیا جائے اس سے طہارت کے علاوہ دوسرا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ غلاظتیں زیر زمین پیوست ہو جاتی ہیں۔۔۔ آج کے دور میں بیت الخلا بنانے کا عمومی رجحان ہے، اور تقریباً تمام ہی عوامی مقامات پر استنجا وغیرہ کا پورا نظم موجود ہے، ان حالات میں عوامی مقامات، کھلی جگہوں، یا راستے وغیرہ میں پیشاب پاخانہ کرنا اسلامی ہدایات کی صریح خلاف ورزی ہے، نیز فضائی آلودگی اور لوگوں کے لئے باعث ضرر ہونے کی بنا پر ممنوع ہے۔

عوامی مقامات پر تھوکنہ

(۱۰) تھوک اور اگر تھوکنے والے نے کوئی نقصان دہ چیز کھار کھی ہے تو یہ بھی مضر صحت جراثیم پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ماحول کو نقصان پہونچاتے ہیں، اسی لئے بعض ملکوں میں سڑک اور عوامی مقامات پر تھوکنے کو قانوناً ممنوع قرار دیا گیا ہے، اور بہت سے عوامی مقامات پر تھوک دان بنادیئے گئے ہیں، شریعت میں بھی عوامی مقامات پر تھوکنہ ممنوع ہے، بالخصوص اگر اس نے کوئی زہریلی چیز کھار کھی ہو:

☆ جیسا کہ بدبودار چیز کھا کر مسجد آنے سے منع کیا گیا¹³⁹، ☆ حضور

ﷺ نے ایک امام مسجد کو دیوار مسجد پر بے احتیاطی کے ساتھ تھوکنے کی پاداش

میں امامت سے معزول فرمادیا¹⁴⁰☆ دیوار مسجد پر تھوک کے اثرات دیکھ کر آپ نے سخت ناگواری کا اظہار فرمایا¹⁴¹☆، جہاں تہاں تھوکنے سے بھی آپ نے منع فرمایا ہے، بلکہ موقعہ محل کے لحاظ سے بائیں یا زیر قدم تھوکنے کی ہدایت فرمائی¹⁴²۔ اس لئے اس سلسلے میں قانون ممانعت کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔

شعاعوں کو جنم دینے والی مشینیں

(۱۱) مختلف مشینیں مثلاً فریج، واشنگ مشین، ایر کنڈیشن، ٹی وی اور موبائل وغیرہ شعاعوں کو جنم دیتی ہیں، ماہرین کا خیال یہ ہے کہ بکثرت ان کے استعمال کی وجہ سے پرندوں اور کیڑے مکوڑوں میں کمی آتی جا رہی ہے، جب کہ ماحول کے تحفظ میں ان کا اہم کردار ہے۔

شرعی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو مذکورہ اشیاء میں سے اکثر آج کے دور میں انسانی ضروریات میں شامل ہیں، اس لئے بالکل یہ ان پر ممانعت عائد کرنا تو بہت مشکل ہے، کہ یہ خود اصحاب ضرورت کو ضرر میں مبتلا کرنا ہوگا، البتہ حد ضرورت سے زائد استعمال کرنا منع ہے، کہ ضرورت سے زیادہ استعمال اسراف ہے، مضر

¹⁴⁰ - سنن أبي داود ج ۱ ص ۱۸۱ حدیث نمبر: ۴۸۱ المؤلف : أبو داود سليمان بن الأشعث

السجستاني الناشر : دار الكتاب العربي - بيروت عدد الأجزاء : 4

¹⁴¹ - الجامع الصحيح المختصر ج ۱ ص ۱۵۹ حدیث نمبر : ۳۹۸ المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو

عبدالله البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة - بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 -

1987.

¹⁴² - الجامع الصحيح المختصر ج ۱ ص ۱۶۰ حدیث نمبر : ۴۰۰ المؤلف : محمد بن إسماعيل أبو عبدالله

البخاري الجعفي الناشر : دار ابن كثير ، اليمامة - بيروت الطبعة الثالثة ، 1407 - 1987.

صحت بھی ہے اور ماحولیاتی آلودگی کا باعث بھی۔

جنگلات اور درختوں کا تحفظ

(۱۲ - الف، ب) ماحولیات کے تحفظ میں پیڑ پودوں کا بنیادی کردار ہے، ان میں زہریلی گیہوں کو تحلیل کر کے صالح گیہیں فراہم کرنے کی زبردست صلاحیت ہے، سبزہ زار علاقے ہر جاندار کے لئے صحت بخش بھی ہوتے ہیں اور فرحت افزاء بھی، ہرے بھرے علاقے میں جو روحانی اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے، وہ کسی اور جگہ نہیں ہو سکتا، اسی لئے اسلام نے شجرکاری اور زمینوں کی آباد کاری کی بڑی ترغیب دی ہے، لگانے والے کے لئے اس کو باعث اجر و ثواب اور مسافروں اور عام مخلوقات کے لئے باعث رحمت قرار دیا ہے، بلا ضرورت اس کو کاٹنے سے منع کیا ہے اور اس پر عذاب الہی کی وعید سنائی ہے¹⁴³۔ تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک ہرے بھرے درختوں کو خواہ وہ پھلدار ہوں یا نہ ہوں، کاٹنا اجتماعی جرم اور زیادتی ہے¹⁴⁴ اس لئے کہ یہ مفاد عامہ کی چیزیں ہیں اور ان سے تمام خلق خدا کا حق وابستہ ہے، حدیث میں ہے کہ:

الناس شركاء في ثلاث في الماء والكلاء والنار¹⁴⁵

¹⁴³ - سنن البیہقی الکبری ج ۶ ص ۱۴۰ حدیث نمبر: ۱۱۵۴۴ المؤلف : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر البیہقی الناشر : مكتبة دار الباز - مكة المكرمة ، 1414 - 1994 تحقیق : محمد عبد القادر عطا عدد

الأجزاء : 10 -

¹⁴⁴ - ردالمحتار لابن عابدین ج ۵ ص ۲۳۸ ، المہذب ج ۲ ص ۲۵۱ -

¹⁴⁵ - [مسند الحارث - زوائد الهیثمی]

سارے لوگ تین چیزوں میں شریک ہیں، پانی، گھاس، اور آگ۔

البتہ زراعت کے نقطہ نظر سے یا انسانی تغذیہ کی حاجت کے پیش نظر درختوں کی کٹائی کا استثنا کیا گیا ہے، کہ غذا انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اسی لئے بعض روایات میں الا من زرع کا استثناء منقول ہے یعنی زراعت کے تحفظ کے لئے کسی درخت کو کاٹا جائے تو وہ عذاب الہی کا مستحق نہیں ہوگا:

من قطع السدر إلا من زرع صب عليه العذاب صبا¹⁴⁶

(جو بیڑی کا درخت کاٹے گا اس پر عذاب الہی نازل ہوگا الا یہ کہ زراعت

کے نقطہ نظر سے کاٹا گیا ہو)

غذا کی طرح مکان بھی انسان کی بنیادی ضرورت ہے اسی لئے قرآن کریم میں مردوں کو اپنے اہل و عیال کے لئے نان و نفقہ کی طرح (سکنی) رہائشی مکان فراہم کرنے کا بھی حکم دیا گیا ہے:

أَسْكِنُوهُمْ مِّنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُمْ
لِتَضَيِّقُوا عَلَيْهِمْ¹⁴⁷۔

ترجمہ: حسب استطاعت اپنے مقام پر اپنی بیویوں کو رہائش فراہم کرو اور

الكتاب : بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث ج ١ ص ٥٠٨ المؤلف : الحارث بن أبي أسامة /
الحافظ نور الدين الهيثمي الناشر : مركز خدمة السنة والسيرة النبوية - المدينة المنورة الطبعة الأولى ،
1413 - 1992 تحقيق : د. حسين أحمد صالح الباكري عدد الأجزاء : 2

¹⁴⁶ - سنن البيهقي الكبرى ج ٦ ص ١٢٠ حديث نمبر: ١١٥٣٢ المؤلف : أحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر البيهقي الناشر : مكتبة دار الباز - مكة المكرمة ، 1414 - 1994 تحقيق : محمد عبد القادر عطا عدد الأجزاء : 10 ۔

¹⁴⁷ - الطلاق : ٦ ۔

ان کو ضرر نہ پہونچاؤ کہ ان کو ضیق میں ڈال دو۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رہائش کی تنگی بھی ضرر میں داخل ہے، بدائع الصنائع میں علامہ کاسانیؒ نے بھی اس آیت کے ضمن میں یہی بات لکھی ہے: **فتضيقوا عليهن المسكن فيخرجن**¹⁴⁸

اس لحاظ سے اگر انسانی رہائش میں وسعت پیدا کرنے کی غرض سے پیڑ پودے کاٹنے کی ضرورت پڑے تو وہ بھی اس حدیث کے دائرہ سے خارج ہوگا، اسی لئے فقہاء نے حسب ضرورت اپنی ملکیت کے پیڑ پودے کاٹنے کو درست قرار دیا ہے۔

وَكَمَا أَرَيْنَاكَ مِنَ التَّضَرُّرِ بِقَطْعِ الشَّجَرَةِ الْمَمْلُوكَةِ لِلْقَاطِعِ¹⁴⁹

ترجمہ: یعنی ہماری رائے میں کسی کے مملوکہ درخت کے کاٹنے پر پابندی لگانا اس کو ضرر پہونچانے کے مترادف ہے۔

اس تفصیل کے مطابق رہائشی پلاننگ کی غرض سے جنگلات اور مزروعات کو کاٹنے کی اجازت ہے، اس لئے کہ شہری اور گنجان علاقے میں پلاننگ مہنگی اور عام انسانوں کی دسترس سے باہر ہوتی ہے، لیکن شہر سے باہر بیابانی علاقوں میں یہ نسبتاً سہل الحصول ہوتی ہے، اور غریب اور متوسط طبقہ کے لوگ اپنے لئے

¹⁴⁸ - بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج ۹ ص ۴۰ تألیف: علاء الدین أبو بکر بن مسعود

الکاسانی الحنفی 587ھ - دار الکتب العلمیہ - بیروت - لبنان الطبعة الثانية 1406ھ -

1986م۔

¹⁴⁹ - شرح فتح القدیر ج ۷ ص ۳۲۶ کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی سنة الولادة /

سنة الوفاة 681ھ - الناشر دار الفكر مكان النشر بیروت -

رہائشی زمینیں خرید سکتے ہیں، گو کہ پلاننگ کرنے والے کو بھی اس میں کافی منافع ہوتے ہیں جو اس پلاننگ کے لئے اہم محرک بنتے ہیں، لیکن عام انسانی حاجات کے پیش نظر شخصی منفعت پسندی کو نظر انداز کیا جائے گا،۔۔۔ ہاں اگر واقعاً اس طرح کی ہوس دولت اور جوع الارض موجود ہو اور عام لوگوں کو اس کی کوئی خاص ضرورت نہ ہو تو اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی، بشرطیکہ ان سے ماحولیاتی خوشگوا ری متاثر ہوتی ہو اور محض توہمات کو بنیاد نہ بنایا گیا ہو۔

صوتی آلودگی کے مسائل

صوتی آلودگی بھی ماحولیاتی یا فضائی آلودگی ہی کی ایک قسم ہے، پر شور آوازوں سے فضا میں ارتعاش پیدا ہو جاتا ہے، انسانی اور حیوانی پردہ سماعت متاثر ہوتا ہے بلکہ گرد و پیش کا پورا ماحول صوتی لحاظ سے آلودہ ہو جاتا ہے، اس سے سماعت اور قلب و دماغ کے کئی امراض پیدا ہوتے ہیں، گو کہ پہلے زمانے میں آوازیں اتنی خطرناک نہیں سمجھی جاتی تھیں، اس لئے کہ ایسی آوازیں کرنے والے آلات نہیں تھے یا کم تھے، لیکن آج یہ عالمی مسئلہ بن چکا ہے، اور گاڑیوں اور مشینوں کی بڑھتی ہوئی تعداد نے اس کو پوری روئے زمین کا مسئلہ بنا دیا ہے، لوگ خواہ مخواہ ہارن بجاتے ہیں، سائرین کی آوازیں دل و دماغ کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں، لاؤڈ اسپیکر کا شور و بال جان بنا ہوا ہے، وغیرہ ان حالات میں یہ یقیناً اس دور کا اہم ترین مسئلہ ہے،۔۔۔ اسلام دین کامل ہے اور اس میں ہر دور کے لئے مکمل ہدایات موجود ہیں

، چنانچہ:

☆ اسلام ضرورت سے زیادہ تیز آوازوں کو پسند نہیں کرتا، قرآن کریم میں ہے:

وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ¹⁵⁰

ترجمہ: درمیانی رفتار سے چلو، اور آواز پست رکھو بلاشبہ سب سے خراب آواز گدھے کی ہے۔

☆ بہت زیادہ بلند آواز میں نماز پڑھنے سے بھی روکا گیا، جبکہ یہ ایک عبادت ہے،

وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا¹⁵¹۔

ترجمہ: اپنی نماز میں آواز بہت اونچی نہ کرو، اور نہ بہت پست کرو بلکہ بیچ راستہ اختیار کرو۔

☆ جنت کی خصوصیات میں سے یہ ہے کہ وہاں صوتی آلودگی نہیں ہوگی، قرآن اس کی شہادت دیتا ہے:

لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْثِيمًا، إِلَّا قِيلًا سَلَامًا سَلَامًا¹⁵²

ترجمہ: جنت میں لوگ شور و شغب اور غلط آوازیں نہیں سنیں گے، ہر طرف صرف سلامتی کی آوازیں ہوں گی۔

150 - لقمان : ۱۹ -

151 - الاسراء : ۱۱۰ -

152 - الواقعة : ۲۵، ۲۶ -

لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَأَغِيَةً¹⁵³

ترجمہ: جنت میں کوئی غلط بات نہیں سنی جائے گی۔

ایک حدیث پاک میں ارشاد ہے:

إِنَّ اللَّهَ يَبْغِضُ كُلَّ جَعْظَرِيٍّ جَوَّازٍ سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ¹⁵⁴

ترجمہ: بے شک اللہ پاک ہر متکبر، مغرور، بخیل اور بازاروں میں شور مچانے والے شخص کو ناپسند فرماتے ہیں۔

☆ سنجیدگی اور خاموشی نبوت کی صفات میں سے ہے، حضور ﷺ کی

خصوصیات میں یہ بیان کیا گیا ہے، آپ تند خو، تیز آواز اور بازاروں میں شور مچانے والے نہ تھے:

لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ بِالْأَسْوَاقِ¹⁵⁵

☆ مسجدوں میں گمشدہ چیزوں کے اعلان سے روکا گیا کہ عبادت کے

دوران ایک نئی قسم کی آواز سے خواہ مخواہ تشویش پیدا ہوگی:

مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللَّهُ

¹⁵³ - الغاشية: ۱۱ -

¹⁵⁴ - السنن الكبرى وفي ذيله الجوهر النقي ج ۱۰ ص ۱۹۴ حدیث نمبر: ۲۱۳۲۵ المؤلف: أبو بكر

أحمد بن الحسين بن علي البيهقي مؤلف الجوهر النقي: علاء الدين علي بن عثمان المارديني الشهير بابن التركماني المحقق: الناشر: مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند ببلدة حيدر آباد الطبعة: الأولى - 1344 هـ - عدد الأجزاء: 10

¹⁵⁵ - صحيح البخاري ج ۲ ص ۷۷۷ حدیث نمبر: ۲۰۱۸ المؤلف: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم

بن المغيرة البخاري، أبو عبد الله -

عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهَذَا¹⁵⁶

☆ اجتماعی طور پر ذکر الہی کرنا عبادت ہے، لیکن اتنی تیز آواز سے ذکر کرنا جو دوسروں کے لئے باعث تشویش ہو ممنوع ہے، علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

وفي حاشية الحموي عن الإمام الشعراني أجمع العلماء سلفا وخلفا على استحباب ذكر الجماعة في المساجد وغيرها إلا أن يشوش جهرهم على نائم أو مصل أو قارئ الخ¹⁵⁷

ترجمہ: حاشیہ حموی میں امام شعرانیؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ علماء سلف وخلف کا اس پر اجماع ہے کہ مساجد وغیرہ میں اجتماعی ذکر کرنا مستحب ہے بشرطیکہ سونے والوں، نمازیوں یا قرآن پڑھنے والوں کو تشویش نہ ہو۔

☆ معروف تابعی حضرت سعید ابن مسیبؒ کے بارے میں منقول ہے کہ ایک بلند آواز قاری کو یہ کہہ کر نکلا دیا کہ اس نے مجھے تکلیف و نچائی:

اطرد هذا القاري عني فقد آذاني¹⁵⁸

☆ فقہاء مالکیہ کے نزدیک تیز آواز جو مسلسل ہو اور آس پاس کی درودیواروں کے لئے نقصان دہ ہو، قابل بندش ہے:

¹⁵⁶ - الجامع الصحيح المسمى صحيح مسلم ج ۲ ص ۸۲ حدیث نمبر : ۱۲۸۸ المؤلف : أبو الحسين مسلم بن الحجاج بن مسلم القشيري النيسابوري المحقق : الناشر : دار الجيل بيروت + دار الأفاق الجديدة - بيروت-

¹⁵⁷ - حاشية رد المختار على الدر المختار شرح تنوير الأبصار فقه أبو حنيفة ج ۱ ص ۶۲۰ ابن عابدين. الناشر دار الفكر للطباعة والنشر. سنة النشر 1421هـ - 2000م. مكان النشر بيروت. عدد الأجزاء 8

¹⁵⁸ شرح المواق على خليل ج ۵ ص ۱۶۵ - المنتقى للباقي مع الموطأ ج ۶ ص ۴۱

واما ماكان صوتاً كبيراً مستداماً كالكمادين --والرحا

ذات الصوت الشديد فانه ضرر يمنع منه كالرائحة¹⁵⁹

یہ تفصیلات صوتی آلودگی کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر سمجھنے کے لئے کافی ہیں، اور ان کی روشنی میں ان تمام جزئیات کو ہم طے کر سکتے ہیں جو اس ضمن میں پیش کی جاتی ہیں:

پر شور کارخانے

(۱) کارخانے کی بعض مشینیں بہت پر شور ہوتی ہیں، حکومت کی طرف سے ان کو آبادی سے باہر لگانے کی ہدایت ہوتی ہے، یہ ہدایات شریعت کے مطابق ہیں، ماقبل میں کئی ایسے مسائل پیش کئے جا چکے ہیں جن میں فقہاء آبادی سے دور علاقوں میں اس قسم کے کاروبار کی اجازت دیتے ہیں۔

فقہاء نے جہاں خلاف عادت کی اصطلاح استعمال کی ہے اس میں عوامی رجحانات کے ساتھ حکومتی رجحانات بھی شامل ہیں، اگر حکومت نے کسی مخصوص علاقہ کو مخصوص قسم کے کاروبار کے لئے مختص کر دیا ہے، تو اس تحفظ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اس کی خلاف ورزی غیر قانونی اور گناہ متصور ہوگی۔

گاڑیوں کے تیز ہارن

(۲) گاڑیوں کے ہارنوں کی آواز بھی کبھی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے، اس میں بھی عوامی رجحانات اور حکومتی ہدایات کی پاسداری ضروری ہے، غیر ضروری

طور پر ہارن، بجانا، یا بلا ضرورت بہت زیادہ تیز آواز کا ہارن لگانا وغیرہ درست نہیں کہ یہ اسراف اور حدود سے تجاوز ہے اور لوگوں کے لئے باعث ایذا بھی۔

(۳) اسی طرح آج کل شادی بیاہ وغیرہ تقریبات میں DJ کا رواج کافی بڑھتا جا رہا ہے، یہ ہمارے معاشرہ کے لئے ناسور ہے، اس کی قطعی گنجائش نہیں ہے، یہ مزامیر شیطانی میں داخل ہونے کے علاوہ عام انسانوں کے لئے ضرر رساں بھی ہے۔

جلسے اور مشاعرے

(۴) یہی حکم مذہبی یا سیاسی جلسوں اور مشاعروں کا بھی ہے، قانونی اعتبار سے جو اس کے اوقات مقرر ہیں یا آواز کی جو سطح طے کی گئی ہے اس کی رعایت ضروری ہے، بصورت دیگر کھلی جگہوں کے بجائے بند ہالوں میں یہ پروگرام کئے جائیں کہ آواز باہر نہ نکلے، اور دیگر غیر متعلق لوگوں کے لئے باعث تکلیف نہ ہو۔۔۔ البتہ رات بھر کے پروگراموں میں ایک خرابی مستزاد یہ ہے کہ عشاء کا مستحب وقت ایک تہائی شب بھی مان لیں تو عشاء کے بعد غیر ضروری گفتگو یا تبادلہ خیال جو کہ نماز فجر پر اثر انداز ہو، از روئے حدیث ناپسندیدہ ہے¹⁶⁰، اس اعتبار سے مشاعرے تو مشاعرے کبھی مذہبی پروگرام بھی معصیت میں تبدیل ہو جاتے ہیں، واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم۔

¹⁶⁰ - الجامع الصحیح سنن الترمذی ج ۱ ص ۳۱۵ حدیث نمبر : ۱۶۹ المؤلف : محمد بن عیسیٰ أبو عیسیٰ الترمذی السلمي الناشر : دار إحياء التراث العربي - بیروت تحقیق : أحمد محمد شاکر وآخرون عدد الأجزاء : 5

خلاصہ جوابات

(۱) عام طور پر پکوان میں ایندھن کے طور پر لکڑی، کوئلہ، گوبر، گیس اور بجلی کا استعمال ہوتا ہے، ان میں بعض چیزیں دھواں چھوڑنے والی ہیں، جن سے ماحول آلودہ ہوتا ہے اور بعض دھواں پیدا نہیں کرتیں، لیکن وہ نسبتاً مہنگی ہو سکتی ہیں، تو جو شخص ایسے وسائل استعمال کرنے پر قادر ہو کیا اس کے لئے ارزاں ہونے کی وجہ سے آلودگی پیدا کرنے والے ایندھن کا استعمال درست ہو گا؟ جب کہ اس سے اجتماعی ضرر پیدا ہوتا ہے۔

اگر وہ رپورٹیں جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے، قابل اعتماد اور معتبر تحقیقی ذرائع سے آئی ہیں، اور ان کے مطابق کم از کم ظن غالب کی حد تک یہ باور کیا جاسکتا ہو کہ فضائی آلودگی میں دھواں پھینکنے والے ایندھن کا بڑا کردار ہے تو ایسی صورت میں ممکن حد تک ایسے ایندھن کے استعمال میں احتیاط کرنا ضروری ہے، اور اگر کم دھواں پھینکنے والے ایندھن یا دیگر متبادل وسائل بسہولت میسر ہوں، تو ترجیحی طور پر انہی کو اختیار کرنا چاہئے،

شریعت میں معروفات کے حصول سے زیادہ منہیات سے گریز پر زور دیا گیا ہے، اسی طرح اجتماعی مفادات کی رعایت ذاتی مفادات کے مقابلے میں زیادہ

لائق ترجیح ہے۔

مگر یہ حکم اس وقت ہے جب انسان صاحب استطاعت ہو، استطاعت نہ ہونے کی صورت میں مہنگے ایندھن کے استعمال کا پابند کرنا تکلیف مالا یطاق ہے اور اس کو ضرر میں مبتلا کرنا ہے۔

(۲) ایک اہم ترین سوال گاڑیوں سے متعلق ہے، گاڑیاں ڈیزل سے بھی چلتی ہیں اور پٹرول، گیس اور بیٹری سے بھی، بلکہ شمسی توانائی کو بھی قابل استعمال بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، ماہرین کے مطابق ڈیزل گاڑیوں سے پٹرول، گیس وغیرہ کے مقابلے میں آلودگی کا زیادہ اندیشہ ہے اسی لئے بعض مقامات پر انتظامیہ کی طرف سے ایسے قواعد بھی بنائے جاتے ہیں جن کے مطابق ڈیزل گاڑیاں استعمال نہ کی جائیں یا کم کی سے کم کی جائیں، ان قوانین پر عمل کرنے کی حیثیت کیا ہوگی اور خود اپنے طور پر بھی ترجیحی نقطہ عمل کیا ہونا چاہئے؟

گاڑیاں آج کے دور میں انسان کی بنیادی ضروریات میں شامل ہے، ان سے سفری تقاضے ہی نہیں بلکہ بہت سے لوگوں کا معاش بھی وابستہ ہے کہ اس کے بغیر بڑے شہروں میں انسان نہ ڈیوٹی دے سکتا ہے اور نہ کہیں آمد و رفت کر سکتا ہے، کتنے لوگ ٹرانسپورٹ کے شعبہ ہی سے جڑے ہوئے ہیں وغیرہ۔۔ اور روزمرہ کے استعمال کی چیزوں میں ہر شخص کم سے کم گرانباری کا خواہشمند ہوتا ہے، بلکہ ہر

شخص مہنگے وسائل کا متحمل بھی نہیں ہو سکتا، اس طرح کے مواقع پر فقہاء کے ان قواعد سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، جن میں مشقت کو باعث تخفیف قرار دیا گیا ہے، اسی کے ساتھ جس حکم کی بنیاد ضرورت پر ہو وہ بقدر ضرورت ہی ہوتی ہے، --- نیز ضرر عام سے بچنے کے لئے ضرر خاص قابل تحمل ہوتا ہے۔

ان ضوابط اور مباحث سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ بلاشبہ گاڑیاں انسان کی لازمی ضرورت ہیں، اور ہر شخص مہنگے ایندھن کا متحمل نہیں ہو سکتا، اور نہ ہر علاقے میں دھواں سے نکلنے والا دھواں ناقابل تحمل ہوتا ہے، چھوٹے شہروں میں یا کھلی آبادیوں میں گاڑیاں بھی کم ہوتی ہیں، اور فضا بھی کھلی ہوتی ہے، اس لئے عام علاقوں میں ڈیزل گاڑی ترک کرنے کے لئے کوئی ترجیحی وجہ نہیں ہے، بلکہ نسبتاً ارزاں ہونے کی بنیاد پر عام لوگوں کے لئے اسی کے استعمال میں سہولت زیادہ ہے، اور اس پر پابندی عائد کرنے میں ان کا ضرر ہے، البتہ بڑے شہروں یا جن مقامات میں انتظامیہ محسوس کرے کہ یہاں ڈیزل گاڑیوں کا استعمال عام زندگی کے لئے نقصان دہ ہو ہے، وہاں انتظامی قواعد کی رعایت کرنا واجب ہے، اور اگر حکومت کی طرف سے کوئی قانون ممانعت موجود نہ ہو تب بھی حسب امکان ضرر عام سے بچنے کے لئے ڈیزل گاڑیوں کا ترک مستحسن ہے،

ملکی قوانین کی خلاف ورزی کی صورت میں اس کی عزت و آبرو خطرہ میں

پڑ سکتی ہے، اس لئے بلا کسی عذر شرعی کے اس کو خطرہ میں ڈالنا درست نہیں۔

(۳) یہی حکم روشنی کے حصول کے لئے جزیٹر کا بھی ہے، ڈیزل اور مٹی تیل سے جو جزیٹر چلتے ہیں وہ بہت دھواں دیتے ہیں، جبکہ گیس اور پٹرول سے چلنے والے جزیٹر کم دھواں دیتے ہیں، روشنی انسان کی لازمی ضرورت ہے اس سے چارہ کار نہیں ہے، اس لئے جزیٹر کے استعمال پر پابندی عائد کرنا ممکن نہیں، البتہ اگر بسہولت کم دھواں والا جزیٹر میسر ہو، تو اسی کو استعمال کرنا چاہئے، بصورت دیگر گنجان علاقے یا بڑے شہروں میں ان کے استعمال سے گریز کرنا چاہئے، اور اگر ملک کا شہری قانون اس پر پابندی عائد کرے تو اس سے پرہیز کرنا واجب ہے۔

(۴) ایندھن کے مذکورہ وسائل کے ساتھ ساتھ اس وقت شمسی توانائی کا استعمال کافی بڑھ رہا ہے، حکومت بھی اس کے لئے بعض سہولتیں فراہم کر رہی ہیں، اس میں ایک بار ضرور خطیر رقم خرچ ہو جاتی ہے لیکن آئندہ وہ برقی بلوں سے بچ جاتا ہے، صاحب استطاعت افراد اور اداروں کے لئے آلودگی سے محفوظ اس توانائی کا استعمال مستحسن قرار پائے گا بالخصوص آلودگی سے متاثرہ علاقوں میں اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے کہ اس میں مالی بچت بھی ہے اور آلودگی سے تحفظ بھی، اور اس کو مستقبل کی بہتر منصوبہ بندی بھی قرار دیا جاسکتا ہے، پیغمبر خدا حضرت یوسفؑ نے بادشاہ مصر کو مالی وسائل کے حصول اور ترقی کا جو مشورہ دیا تھا اور جس کی

بنا پر ملک آئندہ کے مالی بحران سے محفوظ رہا تھا، یہ مستقبل کی منصوبہ بندی ہی تھی، اگر بادشاہ حضرت یوسفؑ کے مشورہ کے مطابق اپنے تمام وسائل استعمال نہ کرتا تو آئندہ کے لئے اسے راحت نہیں مل سکتی تھی، اور ظاہر ہے کہ یہ کام مصر کا ہر شہری انجام نہیں دے سکتا تھا، یہ حکومت کے اختیار کی چیز تھی، اس سے بجا طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ صاحب استطاعت حضرات بہتر مستقبل کے لئے نسبتاً مہنگے وسائل کا استعمال کریں جن کی بدولت وہ آئندہ مالی گرانباریوں سے محفوظ رہ سکتے ہوں تو اسوۂ یوسفی سے اس کے جواز بلکہ استحسان پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔

(۵) صنعتی ترقی کے اس دور میں چھوٹے بڑے کارخانوں کی بہتات ہے اور یہ یقیناً موجودہ دور کی ایک ضرورت ہے، لیکن کارخانوں میں جو ایندھن استعمال کیا جاتا ہے وہ بہت دھواں پیدا کرنے والا ہوتا ہے، اور جو صنعتی فضلات باہر پھینکے یا بہائے جاتے ہیں، وہ فضائی آلودگی پیدا کرتے ہیں اس لئے حکومت نے اس کے لئے کئی قوانین بھی بنائے ہیں مثلاً کارخانے آبادیوں سے باہر ہوں، ان کی چمنیوں کو ایک خاص سطح تک اونچا رکھا جائے، کم سے کم آلودگی پیدا کرنے والے ایندھنوں کا استعمال کیا جائے، اسی طرح فضلات کو تحلیل کرنے کی تدابیر اختیار کی جائیں، ظاہر ہے کہ یہ قوانین انسانی بھلائی ہی کے نقطہ نظر سے بنائے گئے ہیں، ان قوانین کی خلاف ورزی از روئے شرع درست نہیں، گذشتہ صفحات میں ایسی متعدد فقہی

جزئیات نقل کی گئی ہیں جن میں مختلف کاروباروں کو فقہاء نے آبادی سے باہر یا مخصوص علاقوں میں کرنے کی ہدایت دی ہے، اور آبادیاں گنجان علاقوں میں ان کو کرنے سے منع کیا ہے، اور ان کو ضرر فاحش یا ضرر غیر عادی وغیرہ سے تعبیر کیا ہے (۶) انسان جانور سے بھی غذا حاصل کرتا ہے، جانور کے قابل استعمال اجزاء کے حاصل کرنے کے بعد بعض اجزاء جیسے خون، اوجھڑی وغیرہ ضائع کر دی جاتی ہے، نباتات کے مقابلے میں جانوروں میں جلد تعفن پیدا ہو جاتا ہے، اور یہ بہت تیزی سے فضا کو آلودہ کرتے ہیں، اس سے بکثرت بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، بالخصوص جب بیک وقت بہت سارے جانور ذبح کئے جائیں، جیسا کہ قربانی کے وقت ہوتا ہے، ایسے مواقع پر امکانی نقصانات سے بچنے کے لئے خصوصی ہدایات تو موجود نہیں ہیں، لیکن اسلام کے اصول نظافت و طہارت کا تقاضا ہے کہ اس طرح کے کام کرنے والے لوگوں کی خود ذمہ داری بنتی ہے کہ آباد علاقوں میں اس قسم کی غلاظتیں نہ پھیلانیں، بلکہ ان کو ان کے مخصوص مقامات پر ڈالیں جیسا کہ تمام کتب فقہ میں مختلف ابواب کے تحت مزبلہ، مجزرہ، مریض وغیرہ کے الفاظ ملتے ہیں، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہر دور میں غلاظتوں کے لئے مخصوص مقامات رہے ہیں۔۔۔۔ بصورت دیگر اگر غلاظت پھیلانے والوں کا تعین نہ ہو سکے تو حکومت کی ذمہ داری ہے، کہ وہ اس تعلق سے ضروری اقدامات کرے، اور تمام گندے مقامات

سے غلاظتوں کو صاف کرائے:

(۷) سامان کی پیکنگ بھی ایک اہم ضرورت ہے، لیکن اس کے لئے آج کل جس قسم کی پلاسٹک کی تھیلیاں دستیاب ہیں وہ زمین میں تحلیل نہیں ہوتیں اور اگر ان کو جلایا جائے تو بہت کثیف دھواں پیدا ہوتا ہے، سستا اور خوشنما ہونے کی وجہ سے اس کا بکثرت استعمال کیا جاتا ہے، ماہرین اس کو ماحولیات کے لئے بہت خطرناک تصور کرتے ہیں۔ ایسی چیزوں کے استعمال سے پرہیز کرنا چاہئے، اور اگر اس کی ممانعت کا قانون بنتا ہے تو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اور اگر ایسا کوئی قانون موجود نہ ہو اور ماہرین کے مطابق یہ نقصان دہ ہو تو بھی اس سے احتراز کرنا چاہئے، اور اگر استعمال کیا جائے تو جلانے کے مقابلے میں دفن کرنے کو ترجیح دی جائے۔

(۸) اسی طرح تمباکو کی اشیا جیسے سگریٹ، بیڑی اور حقہ وغیرہ کا استعمال بذات خود کراہت سے خالی نہیں، پھر ان سے جو کثیف دھواں نکلتا ہے اس کا نقصان آس پاس والوں کو بھی ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج کل ایرپورٹ اور عوامی مقامات پر ایسی چیزوں کے استعمال کے لئے اسموکنگ زون بنائے گئے ہیں، تاکہ عام لوگ ان کے اثرات بد سے محفوظ رہیں، شرعی طور پر ایسی چیزوں کا استعمال کرنا مکروہ ہے، اور جن مقامات پر ان کا استعمال ممنوع ہو وہاں ان کا استعمال کرنا درست

نہیں ہے۔

(۹) ہمارے ملک میں اب بھی بہت سے گھروں میں بیت الخلا نہیں ہیں، اور لوگوں کھیتوں میں یا سڑکوں کے کنارے رفع حاجت کرتے ہیں، اور پیشاب تو عوامی مقامات جیسے ریلوے اسٹیشنوں، بس اسٹینڈ وغیرہ پر بے تکلف کیا جاتا ہے، بہت سے لوگ گنداپانی اور فضلات کھلی نالیوں میں بلکہ گلیوں میں بہا دیتے ہیں، جس سے لوگوں کو تکلیف پہونچتی ہے اور اس سے فضائی آلودگی بھی پیدا ہوتی ہے، اس قسم کے اعمال سے گریز کرنا از روئے شرع لازم ہے:

کھلے میں پیشاب پاخانہ کرنے کا رواج بہت قدیم ہے، عہد نبوت میں بھی اکثر لوگ کھیتوں وغیرہ ہی میں استنجا کی حاجت کے لئے جاتے تھے، مگر نبی کریم ﷺ نے ہدایت کی تھی کہ عوامی مقامات، اور راستے وغیرہ پر غلاظت نہ کی جائے، پردہ کی جگہوں کا انتخاب کیا جائے، اور حتی الامکان پانی کا استعمال کیا جائے اس سے طہارت کے علاوہ دوسرا فائدہ یہ حاصل ہوتا ہے کہ غلاظتیں زیر زمین پیوست ہو جاتی ہیں۔۔۔ آج کے دور میں بیت الخلا بنانے کا عمومی رجحان ہے، اور تقریباً تمام ہی عوامی مقامات پر استنجا وغیرہ کا پورا نظم موجود ہوتا ہے، ان حالات میں عوامی مقامات، کھلی جگہوں، یا راستے وغیرہ میں پیشاب پاخانہ کرنا اسلامی ہدایات کی صریح خلاف ورزی ہے، نیز فضائی آلودگی اور لوگوں کے لئے باعث ضرر ہونے کی بنا پر

ممنوع ہے۔

(۱۰) تھوک اور اگر تھوکنے والے نے کوئی نقصان دہ چیز کھار کھی ہے تو یہ بھی مضر صحت جراثیم پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ماحول کو نقصان پہونچاتے ہیں، اسی لئے بعض ملکوں میں سڑک اور عوامی مقامات پر تھوکنے کو قانوناً ممنوع قرار دیا گیا ہے، اور بہت سے عوامی مقامات پر تھوک دان بنادیئے گئے ہیں، شریعت میں بھی عوامی مقامات پر تھوکننا ممنوع ہے، بالخصوص اگر اس نے کوئی زہریلی چیز کھار کھی ہو۔ اس لئے اس سلسلے میں قانون ممانعت کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔

(۱۱) مختلف مشینی اشیاء مثلاً فریج، واشنگ مشین، ایرکنڈیشن، ٹی وی اور موبائل وغیرہ شعاعوں کو جنم دیتی ہیں، ماہرین کا خیال یہ ہے کہ بکثرت ان کے استعمال کی وجہ سے پرندوں اور کیڑے مکوڑوں میں کمی آتی جا رہی ہے، جب کہ ماحول کے تحفظ میں ان کا اہم کردار ہے،

شرعی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو مذکورہ اشیاء میں سے اکثر آج کے دور میں انسانی ضروریات میں شامل ہیں، اس لئے بالکل یہ ان پر ممانعت عائد کرنا تو بہت مشکل ہے، کہ یہ خود اصحاب ضرورت کو ضرر میں مبتلا کرنا ہوگا، البتہ حد ضرورت سے زائد استعمال کرنا منع ہے، کہ ضرورت سے زیادہ استعمال اسراف ہے، مضر صحت بھی ہے اور ماحولیاتی آلودگی کا باعث بھی۔ (۱۲- الف، ب) ماحولیات کے

تحفظ میں پیڑ پودوں کا بنیادی کردار ہے، ان میں زہریلی گیہوں کو تحلیل کر کے صالح گیہیں فراہم کرنے کی زبردست صلاحیت ہے، سبزہ زار علاقے ہر جاندار کے لئے صحت بخش بھی ہوتے ہیں اور فرحت افزاء بھی، ہرے بھرے علاقے میں جو روحانی اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے، وہ کسی اور جگہ نہیں ہو سکتا، اسی لئے اسلام نے شجرکاری اور زمینوں کی آبادکاری کی بڑی ترغیب دی ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک ہرے بھرے درختوں کو خواہ وہ پھلدار ہوں یا نہ ہوں، کاٹنا اجتماعی جرم اور زیادتی ہے اس لئے کہ یہ مفاد عامہ کی چیزیں ہیں اور ان سے تمام خلق خدا کا حق وابستہ ہے،

البتہ زراعت یا انسانی تغذیہ کے پیش نظر درختوں کی کٹائی مستثنیٰ ہوگی کہ غذا انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔۔۔۔۔ اسی طرح مکان بھی انسان کی بنیادی ضرورت ہے، قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ رہائش کی تنگی بھی ضرر میں داخل ہے۔۔۔۔۔ اس تفصیل کے مطابق عام حالات میں رہائشی پلاننگ کی غرض سے جنگلات اور مزروعات کو کاٹنے کی اجازت ہوگی، اس لئے کہ شہری اور گنجان علاقے میں پلاننگ مہنگی ہوتی ہے، اور عام انسانوں کی دسترس سے باہر ہوتی ہے، لیکن شہر سے باہر بیابانی علاقوں میں یہ نسبتاً سہل الحصول ہوتی ہے، اور غریب اور متوسط طبقہ کے لوگ اپنے لئے رہائشی زمینیں خرید سکتے ہیں، گو کہ پلاننگ کرنے

والے کو بھی اس میں کافی منافع ہوتے ہیں جو اس پلانٹنگ کے لئے اہم محرک بنتے ہیں، لیکن عام انسانی حاجات کے پیش نظر شخصی منفعت پسندی کو نظر انداز کیا جائے گا،۔۔۔ ہاں اگر واقعتاً کہیں ممنوعہ ہوس دولت اور جوع الارض موجود ہو اور عام لوگوں کو اس کی کوئی خاص حاجت نہ ہو تو اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی، بشرطیکہ ان سے ماحولیاتی خوشگوا ری متاثر ہوتی ہو اور محض توہمات کو بنیاد نہ بنایا گیا ہو۔

صوتی آلودگی کے مسائل

(۱) کارخانے کی بعض مشینیں بہت پر شور ہوتی ہیں، حکومت کی طرف سے ان کو آبادی سے باہر لگانے کی ہدایت ہوتی ہے، یہ ہدایات شریعت کے مطابق ہیں، مقالہ میں کئی ایسے مسائل پیش کئے گئے ہیں جن میں فقہاء آبادی سے دور علاقوں میں اس قسم کے کاروبار کی اجازت دیتے ہیں، فقہاء نے جہاں خلاف عادت کی اصطلاح استعمال کی ہے اس میں عوامی رجحانات کے ساتھ حکومتی رجحانات بھی شامل ہیں، اگر حکومت نے کسی مخصوص علاقہ کو مخصوص قسم کے کاروبار کے لئے مختص کر دیا ہے، تو اس تحفظ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اس کی خلاف ورزی غیر قانونی اور گناہ متصور ہوگی۔

(۲) گاڑیوں کے ہارنوں کی آواز بھی کبھی بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے، اس میں بھی عوامی رجحانات اور حکومتی ہدایات کی پاسداری ضروری ہے، غیر ضروری طور پر ہارن بجانا، یا بلا ضرورت بہت زیادہ تیز آواز کا ہارن لگانا وغیرہ درست نہیں کہ یہ اسراف اور حدود سے تجاوز ہے اور لوگوں کے لئے باعث ایذا بھی۔

(۳) اسی طرح آج کل شادی بیاہ وغیرہ تقریبات میں DJ کا رواج کافی بڑھتا جا رہا ہے، یہ ہمارے معاشرہ کے لئے ناسور ہے، اس کی قطعی گنجائش نہیں ہے، یہ مزامیر شیطانی میں داخل ہونے کے علاوہ عام انسانوں کے لئے ضرر رساں بھی ہے۔

(۴) یہی حکم مذہبی یا سیاسی جلسوں اور مشاعروں کا بھی ہے، قانونی اعتبار سے جو اس کے اوقات مقرر ہیں یا آواز کی جو سطح طے کی گئی ہے اس کی رعایت ضروری ہے، بصورت دیگر کھلی جگہوں کے بجائے بند ہالوں میں یہ پروگرام کئے جائیں کہ آواز باہر نہ نکلے، اور دیگر غیر متعلق لوگوں کے لئے باعث تشویش نہ ہو۔۔۔۔۔ البتہ رات بھر کے پروگراموں میں ایک خرابی مستزاد یہ ہے کہ عشاء کا مستحب وقت ایک تہائی شب بھی مان لیں تو عشاء کے بعد غیر ضروری گفتگو یا تبادلہ خیال جو کہ نماز فجر پر اثر انداز ہو، از روئے حدیث ناپسندیدہ ہے، اس اعتبار سے مشاعرے تو مشاعرے کبھی مذہبی پروگرام بھی معصیت میں تبدیل ہو جاتے ہیں

ماحولیاتی آلودگی - احکام و مسائل
، واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم وا حکم۔

اختر امام عادل قاسمی

خادم جامعہ ربانی منور و اشرف

۱/ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۲/ دسمبر ۲۰۱۶ء